رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۰۹ - قیمت فی پرچہ ۳/ - تاریخ اشاعت ہر مہینے کی پندرہویں

KASMIRI MAGZINE

قیمت سالانہ عہ ممالک غیر سے عہ اور عہ

سوتا ہے کوئی اے قوم یہ ہے وقت تدبیر
مطلب ہے اخوت کے صدف میں پنہاں
بڑھتی ہے اسی سے تو قیر
مل کے دنیا میں رہو مثل حروف کشمیر

کشمیری میگزین
لاہور

ایڈیٹر محمد دین فوق

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۰۹

جلد ۶ | بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۱۱ء | نمبر ۲

فہرست مضامین

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کیسے ہو گئے



خانصاحب خواجہ محمد اعظم صاحب رئیس اعظم ڈھاکہ

کشمیری میگزین

دربار اودھ اور اہل کشامرہ

وزیر الممالک منتظم الدولہ نواب حکیم مہدی علی خان

لکھنؤ میں کشامرہ کی آبادی اب بھی ہندو و مسلمان ملا کر دو ہزار سے کم نہیں۔ یہ سب لوگ عہد شاہی سے یہاں آباد ہیں۔ اور اکثر شاہی زمانہ میں عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہے اور جس حسن خوبی سے اہل خطہ نے اپنی اپنی خدمتوں کو انجام دیا اسکی کوئی نظیر ہمکو عام ہندوستانیوں میں نہیں ملتی۔ یہ لوگ ہمیشہ محسود روزگار رہے موجودہ اہل خطہ کے ذکر سے پیشتر ہم گذشتہ حضرات کا تذکرہ اسلئے زائد مفید سمجھتے ہیں کہ انہیں کے سلسلے میں انکے یادگار ورثا کا بیان زیادہ دلچسپ ہوگا۔ اسوقت ہم اودھ کی سلطنت کے ایک اعلےٰ رکن اور سر دل عزیز وزیر کا ذکر ناظرین کشمیری میگزین کیلئے بہت مفید اور ضروری سمجھتے ہیں۔

حکیم مہدی علیخاں کشمیری الاصل تھے۔ یمین الدولہ ناظم الملک سعادت علی خان کے عہد میں عہدہ نظامت پر سرفراز تھے۔ سعادت علی خاں کے عہد میں جب سلطنت اودھ کے ممالک محروسہ کا بند و بست ہوا تو بہت سے چکلے دار تغلب تصرف کی علت میں معزول ہو گئے۔ اور بہت سے چکلے دار قید ہو گئے۔

ناظم علیخاں چکلے دار حیدر آباد بھاگ گئے۔ اور آجتک انکی اولاد وہیں ہے۔ اسی لوٹ کے زمانے میں منتظم الدولہ بہادر کا دامن تغلب تصرف سے پاک رہا اور نہایت نیکنامی

کے ساتھ اپنے منصب پر برقرار رہے۔ اس دیانت اور امانت اور کارگزاری کے سلسلے میں تلک گئے تمام ناظموں کا تقرر آپ کی رائے سے ہونے لگا۔ غازی الدین حیدر کے عہد میں آپ کسی خاص مصلحت سے فرخ آباد چلے گئے۔ بادشاہ کو امور مالی اور ملکی کی چنداں پرواہ نہ تھی جو سعادت علی خاں کی طرح انکی قدر و منزلت کرتے۔ نصیر الدین حیدر بادشاہ کے زمانے میں پھر منتظم الدولہ بہادر کی قدر و منزلت ہوئی فرخ آباد سے بلائے گئے۔ اور وزیر الممالک منتظم الدولہ حکیم مرزا مہدی علی خان بہادر خطاب ملا۔ بہت جلد انتظام پر تسلط حاصل کر کے اہم امور مملکت کی اصلاح کی اور زر کثیر خزانہ شاہی میں جمع کیا۔ ان کے آتے ہی تمام شہر میں ہلچل پڑ گئی۔ رشوت خواروں نے اپنا اپنا رستہ لیا بادشاہ کی نظر میں روز بروز مرتبہ زیادہ ہوتا گیا۔ عملے والوں سے بہت روکھے پھیکے ملتے تھے۔ اور سفارشوں کا نہایت خشک جواب دیتے تھے۔ اسکا انجام یہ ہوا کہ ناظموں کے مظالم سے رعایا محفوظ ہوئی۔ کل کارخانے صاف ہوئے دفتر تغلب سے پاک ہوئے۔ اس حسن خدمت کی صلے میں انکے حقیقی بھانجے مرزا ابو طالب خاں بہادر کو چکلہ خیر آباد اور محمدی کا خلعت ہوا۔ اور بھتیجے مرزا احمد علی خاں کو خطاب منور الدولہ اور منصب جرنیلی عطا ہوا۔ دوسرے بھتیجے سید محمد خاں داروغہ عدالت مقرر ہوئے۔ اس وقت میں ہتھیار بندی کا عام رواج تھا۔ اور بدمعاش بانکوں اور گنڈوں میں روز مرہ تلوار ہوا کرتی تھی۔ ان کے حکم سے بد وضع لوگوں سے ہتھیار چھین لئے گئے۔ اور راجہ درشن سنگھ کوٹ گشت مقرر کئے گئے درشن سنگھ کے حسن انتظام سے شہر میں بہت اطمینان ہو گیا۔ اور اس کارگزاری سے انکو غالب جنگ کا خطاب ملا۔ عاملوں کی سخت گیری کا انسداد ہو گیا۔

اسی زمانے میں نواب مرزا امجد علیخاں خلف نواب منور الدولہ بہادر کی شادی نواب ولیر الدولہ مرزا حیدر کی صاحبزادی کے ساتھ نہایت تزک اور احتشام سے ہوئی منتظم الدولہ بہادر نے پوتے کی شادی میں بنفس نفیس اپنے روپیہ اور اپنے ذاتی انتظام سے کام لیا۔ اور نہایت جاہ و حشم سے اہتمام کیا کئی لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ ایک مہینہ پیشتر سے سات سات خوان کا توڑا تقسیم ہوا گھر گھر نویدیں بھیجی جوڑے بھاری بھاری

کل اہل عملہ اور مصاحبین اور اہل حرفہ کو تقسیم ہوئے - کئی روز تک ناچ رنگ کے جلسے رہے ٹھاٹھ روشنی کے بیشمار باندھے گئے - آتشبازی بہت چھوٹی نقار خانے زرق برق جابجا بندے حسن باغ اور گلزاری مل کی ڈیوڑھی سے منصور نگر تک جہاں مرزا حیدر صاحب کا مکان ہر دو طرفہ تمابرابر روشنی کی گئی مہمانوں کی شب باشی اور عیش پرستی کیلئے لب دریا خیمے نصب کئے گئے - بادشاہ سلیمان جاہ نے خود بدولت واقبال اپنے ہاتھ سے دو لہا دولہن کے سر سہرے باندھے - اور بڑے شان وشکوہ سے بارات لیکر بیاہنے گئے -

نواب دلیر الدولہ نے لاکھ روپیہ کا چبوترہ باندھا - حضرت سلیمان جاہ نے وقت تشریف آوری قدم بوس کر دیا - تمام امرا عمائد اراکین دولت ہمراہ رکاب تھے - اس شان وشوکت سے دولہن کے دروازے پر بارات پہنچی - مبارکباد کی دھوم مچی بعد فراغت عقد حضرت خوابگاہ استراحت میں تشریف لائے - اور محفل میں راگ ورنگ کا سمان بندھا - پھول عطر و پان کی کشتیاں تقسیم ہوئیں - صبح کو پھر دن چڑھے بارات رخصت ہوئی - جہیز کی انتہا نہ تھی - جلوس اسقدر تھا - کہ نگاہ کام نہ کرتی تھی - آگے آگے ہاتھی نوشاہ کا اسکے پیچھے سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر بادشاہ کا ہاتھی - ایسی ساز و سامان کی شادی بہت کم دیکھنے میں آئی -

منتظم اور کار کردہ لوگ اپنی حسن خدمت پر ہمیشہ ناز کیا کرتے ہیں - یہی ناز نواب منتظم الدولہ بہادر کو بھی تھا اور بہت کچھ تھا وہ اپنا قدم سلطنت کے لئے لازمی سمجھتے تھے - اور واقعی بات بھی یہی تھی - کہ جو شخص جان توڑ کر کام کریگا - اپنی کارگذاری پر نازاں ضرور ہوگا - نصیر الدین حیدر کا مزاج بھی سخت واقع ہوا تھا - ادہر منتظم الدولہ بہادر کا انتظامی سختی سے تمام عملہ دشمن ہو رہا تھا - دفعتہً بغیر کسی الزام کے معزول ہو گئے - تھوڑے دنوں کے بعد فرخ آباد چلے گئے - عہد محمد علیشاہ بہادر میں پھر نواب منتظم الدولہ ہو کر وزیر کئے گئے - اور انکے چھوٹے بھتیجے نواب مرزا ابوطالب خاں کو بہاؤ الدولہ جرار الملک کا خطاب ملا اور پشت در پشت وزارت کی حاصل ہوئی - اور نظامت

خیر آباد و محمدی بھی قایم رہی۔ ابکی مرتبہ نواب منتظم الدولہ بہادر نے کوٹھی ظہور بخش میں قیام کیا۔ خائن اور رشوت خواروں کا دم ناکمیں ہو گیا۔

خوب خوب انتظام کیا۔ نواب سعادتعلی خاں کی آنکھیں دیکھے ہوئے تھے مردم شناس بہت تھے۔ زہد و عبادت میں بہت مشہور تھے۔ عابد نماز گذار اور شب زندہ دار تھے عام لوگوں کا خیال ہے۔ کہ محمد علی شاہ کے عہد میں کوئی صورت نواب کی وزارت کی نہ تھی نہ کوئی محرک تھا۔ آپنے یا وہاب کا عمل شروع کیا تھا۔ اسکی برکت سے بادشاہ نے بیقرار ہو کر انکو بلالیا۔ یہ سب تو کہنے کی باتیں ہیں۔ لیکن اصل یہ ہے۔ کہ منتظم الدولہ انتہا کے کار آگاہ اور سلطنت کے نیک خواہ وزیر تھے۔ کبھی کسی الزام سے معزول نہ ہوئے محض دشمنی اور عداوت سے برخاست ہوئے۔ اس سبب سے ہر بادشاہ کے دلمیں انکی جگہہ تھی۔ محمد علی شاہ حقیقت حال سے واقف تھے بسلطنت کا خیر خواہ سمجھکر انکو طلب کیا۔ سخاوت اور خیرات میں بھی مشہور تھے۔ ہزار ونکی دولت کعبہ و مدینہ منورہ و کربلائے معلے روانہ کی سینکڑوں مساکین کا مہینہ اور سینکڑوں کا روزینہ مقرر کیا۔ اکثر لوگوں سے مخفی سلوک کیا کرتے تھے کار خیر میں کبھی تامل نہ کیا۔ نہایت دبلے پتلے نحیف الجثہ آدمی تھے۔ مگر رعب داب ایسا تھا کہ تمام عملہ نام سے کانپتا تھا۔ اچھے اچھوں کے منھ سے بات نہ نکلتی تھی۔ شاہی آداب کے خلاف تھا کہ دربار میں کوئی حقہ پیئے۔ لیکن منتظم الدولہ بہادر کیلئے یہ تعظیم بھی معاف تھی۔ انکا پیچوان شاہی دربار میں جاتا تھا اور شوق سے حقہ پیتے حکام انگریز اور ریذیڈنٹ بہادر انکی کارگزاری اور کار آگاہی اور مدبرانہ مشوروں سے ہمیشہ خوشش رہے۔ کمپنی بہادر کے تمام یورپین انسے ایسے خوش تھے۔ کہ انکی سلامی کی دو ضرب توپ مقرر ہوئی۔ فرخ آباد میں عزل کی حالت میں آپنے کلکتہ اور بمبی وغیرہ میں کوٹھیاں کھولیں۔ کئی جہاز خرید کر چلائے تجارتی کروڑپتی اور مہاجنی ساکھ بہت بڑھ گئی تھی۔

انکے چھوٹے بھائی نواب مرزا ہادی صاحب بہت اہل اور دانشمند تھے۔ دفعتہً نواب منتظم الدولہ بہادر رمضان المبارک کے مہینے میں بیمار ہوئے۔ مرض کچھ معلوم نہ ہوا۔ آخر ۲ تاریخ ۱۲۶۳ھ کو ظہور بخش کی کوٹھی میں انتقال فرمایا۔ رات کو نہایت ازدحام

سے جنازہ اُٹھا سخت کہرام تھا۔ ہزار ہا کشمیری صندوق سے لپٹے ہوئے آہ آہ کرتے تھے۔ اور واویلا واصیبتا کا غل تھا۔ آدمیوں کی کثرت سے صندوق نعش دکھائی نہیں دیتا تھا۔ محلہ بندہ میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک کشمیر کا مدبر مسافر اودہ کی زمین کو سونپ دیا گیا۔ مقبرہ عالی تعمیر ہوا۔ ایسے مدبر وزیر کی دفعتہً وفات کا صدمہ بادشاہ جمجاہ کو بہت کچھ ہوا ؎

شہنشاہ جہاں از وفاتش دیدہ پرنم شد سکندر اشک حسرت ریخت کہ افلاطون عالم شد

راقم خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت سکرٹری انجمن اصلاح سخن لکھنؤ

انصاف کی تعریف اور ظلم کی مذمت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

انصاف کی روشنی ظلم کی تاریکی کو جہان سے مٹا دیتی ہے اور عدالت آدمی کو تمام جہان میں نیکنام کر دیتی ہے۔ ظلم کے معنے اندھیرے کے ہیں پس جس ملک پر حاکم ظالم مسلط ہے وہ ملک نہایت مصیبت اور سخت تکلیف میں مبتلا ہے۔ بیشک حاکم ظالم قہر الٰہی ہے اور خداوند تعالےٰ اپنے غضب سے ہمیں بچائے۔ حاکم ظالم کی کوئی عبادت خدا کی درگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔ سعدی فرماتے ہیں ؎

پریشانیٔ خاطر دادخواہ برانداز و انہ مملکت بادشاہ
ستانندۂ داد آنکس خداست کہ نتواند از بادشاہ دادخواست

ظالم خدا کا چور ملک کا چور رعیت کا چور غرضیکہ ظالم کا ٹھکانا سوائے جہنم کے کہیں نہیں ظالم کا ظلم یہی نہیں ہے کہ وہ رعیت کو ستائے بلکہ اُس کے زمانہ حکمرانی میں جسقدر ظالم حاکم ہیں اور وہ جتنا ظلم رعیت پر کرتے ہیں تمام و کمال اسی کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اگرچہ ظالمین بھی اپنے کردار کی پاداش ضرور پائینگے۔ مگر اصلی ذمہ وار اور بڑا گنہگار یہی حاکم

ظالم ہے کہ جسنے اپنے حکم سے دوسرے ظالمین کو مخلوق خدا پر مسلط کر دیا ہے حزین ؎
میازار عامی بیک خردلہ ! کہ سلطان شبانست و عامی گلہ
چو پرخاش بینند بیداد ازو شباں نیست گرگ است فریاد ازو
ایک شخص فاروق اعظم خلیفہ دوئم کے حضور میں حاضر ہوا جبکہ وہ تخت خلافت پر متمکن تھے اور شخص مذکور نے فریاد کی اسوقت آپ جنگل میں تھے نامبردہ نے عرض کیا کہ یمن کے حاکم نے ایک لاکھ روپیہ کا سامان مجھ سے خریدا ہے اور اسکی قیمت کے ادا کرنے میں حیلہ حوالہ کرتا ہے - میں غریب آدمی ہوں حاکم سے کیونکر روپیہ وصول کروں - فرمایا تیرے پاس قلم دوات ہے عرض کیا نہیں فرمایا ٹھیکری اٹھاؤ - چنانچہ اس نے ایک ٹھیکری اٹھا کر پیش کی آپ نے دوسری ٹھیکری سے
اس پر لکھدیا (تیرے شکایت کنندہ زیادہ اور شکر گذار کم یا تو شکائت کی باتوں سے پرہیز کر ورنہ سند حکومت سے اٹھ) خدا جانے ان چند فقروں میں کیا ہیبت بھری تھی جبر وقت وہ فریادی یمن میں پہونچا حاکم گھوڑے پر سوار تھا۔ ٹھیکری کو پڑھتے ہی لرز گیا اور گھوڑے سے معاً اتر پڑا اور اسکا روپیہ اُسیوقت ادا کر دیا - یہ ہے داب عدالت اور یہ ہے انصاف اور اسی کو رعب سلطنت کہتے ہیں ؎
الا تا ورخت کرم پروری ! کہ بیشک بر کامرانی خوری
غرض ظلم اور انصاف کی صدہا مثال کتب تواریخ میں موجود ہیں - میں نے مختصر طور پر ناظرین رسالہ کی آگاہی کیلئے یہ چند ورق لکھدیے ہیں - یہاں سے چند نصائح کہ جو حاکم اور بادشاہوں کے لائق ہیں - لکھکر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں (۱) بادشاہ کو واجب ہے - کہ معتبر اور متدین ایماندار خداترس آدمیوں کو اپنے پاس نوکر رکھے اور ظلم پیشہ خیانت پسند ظالم طبیعت ناپرہیزگار لوگوں سے نفرت کرے جب بادشاہ کے ملازم دیانت دار اور امانت گذار ہوتے ہیں ، تو رعیت امن چین سے زندگی بسر کرتی ہے - ورنہ ان نوکروں کی خیانت اور بدکرداری سے ملک میں پریشانی پھیل جاتی ہے جس سے بادشاہ یا حاکم کو دنیا و آخرت کی روسیاہی نصیب ہوتی ہے - (۲) بادشاہ ایسے لوگوں

سے بچتا رہے کہ جنہوں نے بلا قصور سزا پائی ہو۔ (۳) جو آدمی اپنی عزت اور حرمت بادشاہ کی ملازمت میں کھو کر تنگی سے بسر کرتا ہو۔ (۴) جو اپنے عہدے سے بلا سبب معزول ہوگیا ہو۔ اور آئندہ کیلئے اوسے کوئی اُمید باقی نہ رہی ہو۔ (۵) جو بالطبع فسادی و شرارت پیشہ ہو۔ (۶) جو شخص خلقی آرام طلب اور کاہل مزاج ہو (۷) وہ گنہگار کہ جسکو اسکے جرم کی سزا ملی ہو اور دوسرے ساتھی بچ گئے ہوں (۸) وہ مجرم کہ جسکو کسی گناہ میں مال و عزت کا نقصان پہنچا ہو۔ اور شریک اُسکے صرف گوشمالی پر چھوٹ گئے ہوں۔ (۹) جسنے عمدہ خدمت کرکے بھی صلہ نہ پایا ہو اور دوسرے لوگ کامیاب ہوگئے ہوں (۱۰) جسکو دشمنوں نے بادشاہ کی نظروں سے گرا کر ذلیل کیا ہو اور اُسکا منصب آپ لے بیٹھے ہوں بادشاہ اُن سے خوش اور اس سے ناخوش ہو۔ (۱۱) وہ شخص جو اپنے فایدہ کیلئے دوسروں کو برطرف کرکے کامیاب ہوگیا ہو اور بادشاہ سے ہر بات میں دلیری کرتا ہو۔ (۱۲) جس نے بادشاہ کے نزدیک اپنے دشمنوں سے کم عزت پائی ہو۔ اور دوسرے لوگ اس سے زیادہ فارغ البال اور مرفعۃ الحال ہوگئے ہوں بادشاہ کو تین باتیں ضرور کرنی چاہئیں۔ (۱) امر حق کا ہر دم پاس کرے تاکہ اس کی سچائی کی عام شہرت ہو جائے۔ (۲) مذہب کا پابند ہو کیونکہ مذہبی آدمی ظلم کو مٹا دیگا۔ اور چور اور بدمعاشوں کو جہاں سے نابود کر دیگا۔ اسمیں خدا اور مخلوق دونوں راضی رہینگے۔ (۳) مکار اور مفسدوں سے اپنی مجلس کو پاک رکھے اور تا امکان ایسے لوگوں سے بچتا رہے۔ اپنے مخالفین کی حرکات سے ہر وقت آگاہ رہے۔ اور اسمیں غفلت ہرگز نہ کرے۔

بادشاہ کو اپنے کاموں پر ایسے آدمی مقرر کرنے چاہئیں۔ کہ جو نیک ذات پرہیزگار دیانت دار خدا ترس ہوں اور جو شخص جس کام کے لائق ہو اُسکو اُسی کام پر مقرر کرنا مناسب ہے۔ کسی آدمی کی ذات میں بہت سے ہنر ہوں مگر اسمیں کوئی عیب بھی ہو تو اس عیب کی وجہ سے یہ لازم نہیں کہ اُس کے ہنروں سے فایدہ نہ اٹھایا جائے۔ وہ آدمی اس کے عمدہ ہنروں کی وجہ سے قابل قدر ہے۔ لیکن اُس کے عیب سے غافل نہ رہے۔ اگر کسی آدمی سے عمداً یا سہواً کوئی قصور ہوگیا ہو تو اول مرتبہ اسکی خطا سی

درگذر کیا جائے۔ مگر بار بار خیانت کرنیوالیکو ضرور سزا دیجائے۔ بلکہ اپنی سرکار سے اُسکو نکالدیا جائے۔ تاکہ وہ دوسروں کو نہ بگاڑ دے۔ بادشاہ کو نہ خود کفایت شعاری برتنی چاہیے۔ نہ ایسی غیر معمولی کفایت کرنیوالے نوکروں سے خوش ہونا چاہیے۔ کیونکہ حد سے زیادہ کفایت شعاری بھی بدخواہی ہے نہ کہ خیر خواہی کفایت کے معنے یہ ہیں۔ کہ مصارف بیجا سے پرہیز کیا جائے نہ کہ ناجائز اخراجات کو بند کر دیا جائے۔ اور مستحقین کو واجبی حقوق دینے سے روک دیا جائے۔ بادشاہ یا حاکم پر فرض ہے کہ جو کام اپنے متصدیوں یا اہلکاروں کو سپرد کرے کما حقہ اُسکی نگرانی بذات خاص کرتا رہے تاکہ واقعات اندرونی اس سے پوشیدہ نہ رہیں۔ ایسی نگہداشت میں بہت سے فوائد مدنظر رہینگے۔ اول تو ہر حاکم یا اہلکار کے چال چلن کی اُسے خبر رہیگی۔ دوئم ملازمین اپنے کام کو ہوشیاری سے انجام دینگے۔ اور رعایا اُنکے ظلم و تعدی سے ہمیشہ محفوظ رہیگی۔ جو لوگ اپنے کام میں ایماندار نیک چلن ثابت ہوں انکو ترقی و انعام سے نوازے۔ اور جو لوگ خائن اور نالائق ثابت ہوں انکو تنزل اور سزا دے۔

بادشاہ کو اپنے صوبہ داروں اور وزیروں کے افعال و کردار کی پوری پوری آگاہی رکھنا ضروری ہے۔ جو صوبہ دار یا وزیر رعایا پر ظلم اور بادشاہی حقوق میں خیانت کرتا ہے۔ تو اُسکا نام دفتر سے الگ کر دینا مناسب ہے۔ اور جسکا طریقہ اور برتاو رعایا کے ساتھ اچھا ہو اُسکو ترقی مراتب سے سرفراز فرمانا چاہیے۔ کیونکہ جب اس عملدرآمد کا حال لوگوں کو معلوم ہوگا کہ بادشاہ اچھا کرنیوالونکی قدر کرتا ہے۔ اور بدکردار ظالمونکو سزا دیتا ہے۔ تو لوگونکو نیک خوئی و نیک نہادی اور خیر خواہی خلق کی زیادہ تحریص پیدا ہوگی۔ اس طریقہ سے ملک میں نیک چلن آدمیوں کا دن بدن اضافہ ہوگا۔ اور اہلکار صلہ اور مدارج علیا کے خواہاں ہو کر نیکی اور نیک چلنی کی طرف دوڑ پڑینگے۔ اور نالائق اور بدرویہ ڈر جائینگے اور آئندہ ظلم و فساد کرنے سے باز رہینگے۔ بزرجمہر کہتا ہے کہ جو بادشاہ اپنی سلطنت کو مضبوطی دینا چاہتا ہے۔ وہ ان گیارہ باتوں پر عمل کرے بیجا غضب اور غصہ سے پرہیز کرے صدق و صفائی کا برتاو رکھے۔ ہر کام خیر خواہوں

اور عقلمندوں کے مشورہ سے شروع کرے۔ بزرگونکی تعظیم اور چھوٹونپر رحم فرمائے قیدیوں کا حال دریافت فرماتا رہے۔ کیونکہ بعض دفعہ بیگناہ بھی پھنس جاتے ہیں۔ دوستوں اور خیر خواہوں کی حفاظت فرماتا رہے۔ جرم کے موافق سزا تجویز کرتا رہے۔ سپاہ اور سلح خانہ کی آراستگی سے غافل نہ رہے۔

اپنے رشتہ دارونکی رعائیت رکھے لیکن ظلم اور زبردستی میں نہیں۔ ہر چہار طرف جاسوس مقرر کرے۔ تاکہ ہر طرف کی خبر اُس کو پہنچتی رہے اس سے ہر بُری اور بھلی بات کی خبر رہیگی۔

اہلکاروں کی عزت کرے۔ یہ بھی اُس حکیم نے فرمایا ہے۔ کہ بادشاہ کو چار باتوں سے پرہیز ضروری ہے۔ (۱) غصہ کو اپنے مزاج پر غالب نہ ہونے دے کیونکہ غصہ کرنا عاجزوں کا کام ہے اور بادشاہ عاجز نہیں ہے۔ (۲) اور بادشاہ کو ہرگز جھوٹ نہیں بولنا چاہئے۔ کیونکہ جھوٹ لوگوں کے ڈر یا لالچ سے بولنا پڑتا ہے۔ اور بادشاہ کو کسی سے لالچ یا ڈر نہیں ہے۔ اور بادشاہ ان دونوں باتوں سے پاک ہے۔ (۳) بادشاہ بخل نہ کرے کیونکہ بخل محتاجی کی خوف سے ہوتا ہے۔ اور بادشاہ محتاج نہیں ہے۔ (۴) بادشاہ قسم کھانیکی عادت نہ کرے کیونکہ قسم تہمت دُور کرنیکی غرض سے کھائی جاتی ہے۔ اور بادشاہ تہمت سے بری ہے۔

راقم شہباز خاں از جودھپور راجپوتانہ

کشمیری زبان

مَیں نے دسمبر ۱۹۰۹ء میں ایک مختصر مضمون بعنوان کشمیری زبان کی حفاظت لکھا تھا۔ اس پہ ہمارے بزرگ مولانا غلام احمد صاحب اخگر نے جنوری و فروری سنہ ۱۹۱۰ء کے پرچوں میں دو مضمون بعنوان "کشمیری زبان اور کشمیری اقوام" "کشمیری شاعری" تحریر فرمائے تھے مگر خاکسار

بوجہ تجارتی مشاغل اور کارہائے دیگر کے اتنی مدت میں کچھ بھی تحریر نہ کرسکا۔ اب نومبر ۱۹۱۰ء کے پرچے میں کشمیری کلب والے صفحے میں "کشمیری زبان" کے عنوان سے چند سطریں دیکھیں۔ تو دل میں گدگدی ہوئی۔ کہ کچھ لکھنا چاہیے۔ مولانا اخگر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ یہ تجویز کہ کشمیری میگزین کے کچھ صفحے کشمیری زبان کے لئے مخصوص ہوں بیشک عمدہ ہے لیکن اس سے کشمیری زبان کی نہ تو کچھ حفاظت ہوسکتی ہے۔ اور نہ ہی لوگ اس سے کچھ فایدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کیونکہ جو لوگ اب تک کشمیری زبان جانتے ہیں۔ صرف وہی پڑھ سکیں گے۔ اور جو نہیں جانتے ہیں انکو فایدہ نہیں پہنچیگا۔ (ملاحظہ ہو میگزین بابت جنوری ۱۹۱۰ء) حالانکہ میں نے یہ تحریک پیش کی تھی۔ کہ ہر ایک صفحے کے ایک طرف تو اردو ہو اور دوسری طرف کشمیری ہوا کرے۔ ملاحظہ ہو میگزین بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۹ء)۔

آگے چلکر مولینا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ کشمیری زبان ایک سنسکرت زبان ہے مسلمان دیوناگری رسم الخط سے دراصل مانوس نہیں اسلئے تاوقتیکہ کشمیری زبان کی حرکات کے مناسب حال فارسی رسم الخط میں خاص علامتیں تجویز نہ ہوں۔ پنجاب کے لوگ کشمیری زبان کو اُسکے اصلی پیرایہ اور لہجہ میں ادا کرنے کے قابل نہ ہونگے" (ملاحظہ ہو پرچہ میگزین بابت جنوری ۱۹۱۰ء) حالانکہ ہمارے مکرم ایڈیٹر صاحب کشمیری میگزین نے اپنے سفرنامے کے صفحہ ۸۰ میں کشمیری زبان پر ایک مختصر مضمون لکھا ہے جس میں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ کشمیری زبان اور اسکے حروف ابجد فارسی عربی زبانوں کی مانند ہیں۔ لہذا میں بھی مودبانہ مگر بڑے زور کے ساتھ یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ دو صفحے میگزین میں کشمیری زبان کے ہوا کریں۔ جنکے ایک طرف تو کشمیری اور دوسری طرف اُردو ہوا کرے۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ میرے یہاں چند ایک دوست جمع تھے۔ اسی اثنا میں کشمیری میگزین بھی آگیا۔ میں اُسے کھولکر دیکھنے لگا۔ تو میرے ایک دوست پوچھنے لگے کہ یہ کونسا پرچہ ہے۔ میں نے کہا کہ "کشمیری میگزین" تو انہوں نے بڑے شوق سے مجھسے پوچھا کہ آیا اسکا کچھ جزو کشمیری میں بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ

ہمارے یہاں "افغان" کا نصف حصہ پشتو اور نصف اردو میں ہوتا ہے جب میں نے جواب نفی میں دیا۔ تو کہنے لگے پھر یہ کشمیری میگزین کیسا۔ اردو میگزین کہیے گا۔ میں نے انہیں کہا۔ کہ کشمیری میگزین اس طرح ہے۔ کہ کشمیریوں کے ہر ایک معاملات پر یعنی شادی غمی کی رسومات کی اصلاح وقومی مجالس کے انعقاد وغیرہ پر ریویو کرنا اسکا مقصد ہے۔ خیر اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ یہ دردسری کون برداشت کریگا۔ میں تو ہر مہینے چار صفحے تک کشمیری زبان کی نذر کرنے کیلئے تیار ہوں لیکن لکھا کریگا کون اس کا انتظام ہونا چاہیے۔ سو اللہ کا شکر ہے کہ ہم لوگوں میں سے بہت سے بزرگ ابھی زندہ ہیں۔ جنکو اپنی مادری زبان پر عبور حاصل ہے کشمیری انجمن لاہور کی بابت مدت سے میگزین میں کچھ نہیں پڑھا۔ الٰہی خیر ہو۔ دیگر ابھی زمینداری (و فوجی مسئلہ کی بابت ابھی کچھ سننے پڑھنے میں نہیں آیا۔ کہ کیا انجام ہوا۔ یہ معاملے جلدی فیصل ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ہر دو مسئلے نہایت ہی اہم اور ضروری ہیں۔ صاحبو یہ کام کا وقت ہے خالی خولی باتیں بنانے سے کچھ نہیں ہوتا قومیں ایثار سے ہی بنا کرتی ہیں۔ اور ایثار تعلیم سے حاصل ہوا کرتا ہے۔ برائے خدا (اے ممبران انجمن لاہور کچھ عملی کام کرکے دکھلاییے گا کشمیری میگزین کی کمی اشاعت قابل افسوس ہے۔ چند روز کا عرصہ ہوا کہ تاریخ کشمیر کا حصہ اول ملا تھا۔ (خداوند تعالےٰ آپکو جزائے خیر دے) اُسکا کچھ حصہ دیکھا تاریخی واقعات دیکھکر دل خوش ہوا کہ آپ نے یہ دھقبہ تو دور کیا کہ کشمیر بھی کبھی ایسا ملک ہو گذرا ہے جسمیں سے ایسے بہادر نکلے جنہوں نے چار دانگ عالم میں دھوم مچائی۔ اور حکومت کی فقط والسلام۔

راقم ع ۱۰۰۵ از امرتسر

راولپنڈی کی سوغات ۔ جو شخص ٹوپی کشمیرہ کلاہ زری وسادہ جوتیاں اور راولپنڈی کوہ مری کشمیر کی دیگر اشیاء اور سوغاتیں منگوانا چاہے ہم سے منگوائے بکفایت نرخ پر تعمیل کرینگے

المشتہر سائیں امیر بخش مکان بابو خان محمد صاحب محلہ عالم والہ شہر راولپنڈی

جناب خانصاحب خواجہ محمد اعظم صاحب آنریری مجسٹریٹ ڈھاکہ

۱۵۸۶ء مطابق ۹۹۴ھ میں شہنشاہ اکبر نے کشمیر پر تسلط کر کے خطۂ جنت نظیر میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ بادشاہ کی طرف سے کشمیر کی صوبیداری مولوی عبداللہ کے نام تھی۔ اور زمام حکومت بالکل اُنہیں کے ہاتھ میں تھا۔ بادشاہ نے کسی وجہ سے ان کی تبدیلی کا حکم صادر فرمایا۔ آپ کو یہ بات پسند خاطر نہ ہوئی جس سے نہ صرف آپ نے عہدہ ہی ترک کر دیا۔ بلکہ ترک وطن پر بھی آمادہ ہو گئے۔ پنجاب اور ہندوستان کے مشہور مشہور مقامات دیکھتے ہوئے آپ سلہٹ میں آئے۔ وہاں سے کچھ دنوں کے بعد ڈھاکہ میں تشریف لائے آئے یہاں کی آب وہوا نہایت پسند آئی۔ اس لئے یہاں اقامت اختیار کر لی۔ یہ زمانہ آپ کی پیرانہ سالی کا تھا۔ اسلئے آپ گوشۂ عافیت میں بیٹھ گئے۔ اور آپ کی اولاد اور خویش و اقارب نے شغل تجارت اختیار کیا اور بہت بڑی جایدادیں خریدلیں آپ کے خاندان نے بنگال میں نہایت سرعت سے اقتدار اور قبولیت عوام حاصل کرنی شروع کی۔ ایک دو پشت بھی نہ گذرنے پائی تھیں کہ آپ کا خاندان بنگال میں نامور باا‌ثر اور صاحب رسوخ خاندان شمار ہونے لگا۔

ڈھاکہ کے مشہور اور ہر دلعزیز نواب سر خواجہ عبدالغنی کے سی ایس آئی مولوی عبداللہ خاں مرحوم و مغفور کی پانچویں پشت میں تھے۔ اور موجودہ نواب سر خواجہ سلیم اللہ خاں صاحب بہادر کے سی ایس آئی۔ اس خاندان کی ساتویں پشت سے ہیں۔

خواجہ محمد اعظم اسی خاندان کے ایک معزز رکن خواجہ شہزادہ صاحب کے ہاں

لہ اکبر کے زمانے میں صرف چار صوبیدار کشمیر کے رہتے ایک مرزا قاسم خاں فاتح کشمیر۔ دوم سید یوسف خاں رضوی۔ سوم محمد قلی خاں چہارم مرزا علی اکبر۔ البتہ ناصرالدین محمد شاہ غازی کے زمانہ میں عبداللہ خاں کشمیر کے نائب صوبیدار تھے۔ اکبر اور محمد شاہ کی عہد حکومت میں ۱۳۳ اسال کا فرق ہے

۲۱ دسمبر ۱۸۷۰ء کو بمقام ڈھاکہ پیدا ہوئے - اس حساب سے آپ کی عمر اس وقت ۳۳ سال کی ہے - ابھی بہت چھوٹی عمر تھی کہ خواجہ محمد اعظم صاحب نے کلام اللہ شریف ختم کر لیا - نو برس کی عمر تک آپ کو عربی فارسی اور اردو کی تعلیم کے لئے باہر کے کسی اوستاد کی کوئی ضرورت نہ ہوئی - کیونکہ آپ کی والدہ کو ان تینوں زبانوں میں اس قدر درک حاصل تھا کہ وہ آسانی سے پڑھا سکتی تھیں - نو برس کی عمر کے بعد مولوی اور منشی آپ کو پڑھاتے رہے - جن سے بہت اچھی استعداد آپ نے حاصل کر لی - پھر ڈھاکہ کالج میں داخل ہوئے - جہاں سے انگریزی انٹرنس تک پڑھی - علاوہ انگریزی عربی فارسی اور اردو کے بنگلہ زبان میں بھی آپ کو خوب مہارت ہے - بنگالی زبان نہ صرف بول ہی سکتے ہیں بلکہ اس زبان میں جو تمام بنگال میں چھائی ہوئی ہے نہایت آسانی اور صفائی کے ساتھ نوشت وخواند بھی کر سکتے ہیں - یہ زبان آپ نے ایک پنڈت صاحب سے پرائیویٹ طور پر حاصل کی تھی -

ابھی آپ کی عمر صرف تیرہ سال کی تھی - کہ ۱۹۰۰ء میں نواب بہادر سر خواجہ محمد سلیم اللہ خانصاحب بہادر کے سی ایس آئی دام اقبالہ کی منجھلی ہمشیرہ سے آپ کی شادی ہو گئی - جس سے سلسلہ تعلیم بالکل رک گیا -

بیس سال کی عمر یعنی ۱۹۰۷ء میں سرکار کی طرف سے آپ شہر ڈھاکہ کی آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے - غالباً یہ پہلی نظیر ہے - کہ اس چھوٹی سی عمر میں ایسا وقیع وجلیل القدر عہدہ سرکار ابد قرار نے کسی کو عطا فرمایا ہو - اس وقت سے آجتک آپ مجسٹریٹی کے فرائض نہایت دیانتداری اور جانفشانی سے سرانجام دے رہے ہیں - نہ صرف حکام عالیمقام ہی آپ سے خوش ہیں - بلکہ اہالیان ڈھاکہ بھی آپ کے از بس گرویدہ ہیں -

ڈھاکہ میں ہر محلہ میں سردار اور اسکے نیچے نائب سردار ہوتے ہیں اور گلی محلوں کے مقدمے اور معاملات اکثر یہی سردار لوگ ہی فیصل کیا کرتے ہیں - تمام شہر میں دو سو سے زیادہ سردار اور قریباً اسی قدر بلکہ ان سے زیادہ ان کے نائب ہوتے ہیں -

۱۹۰۸ء میں لوکل گورنمنٹ نے آپ کو ان تمام سرداروں اور ان کے نائبوں کا سپرنٹنڈنٹ مقرر فرمایا۔ یہ ایک ایسا عہدہ ہے کہ جس سے نہ صرف انسان بہت کچھ نیکی اور بھلائی کے کام کرسکتا ہے۔ بلکہ نہایت قابل اعتماد عہدہ ہے۔ سرداروں کے فیصلوں کی اپیل خانصاحب کے پاس ہوتی ہے۔ اور وہی فیصل کرتے ہیں۔ خانصاحب کی معاملہ فہمی اور عدل و انصاف اور بے تعصبی نے تمام شہر اور بالخصوص مسلمانان ڈھاکہ کو گرویدہ احسان کرلیا ہے۔

خانصاحب کو ایکدفعہ خیال ہوا کہ محلے کے سرداروں کو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سے ملانا چاہیے۔ تاکہ سرکاری طور پر ان کی عزت افزائی ہو جس سے ان کا دل بڑھے اور کام پہلے سے زیادہ ہوشیاری کے ساتھ ہوا کرے۔ چنانچہ آپ نے اپنے صرف سے لاٹ صاحب کو ایک ایوننگ پارٹی دی جسمیں یہ بات پہلے سے قرار پائی گئی تھی۔ کہ سرداروں کی طرف سے حضور لاٹ صاحب بہادر کو ایک ایڈریس دیا جائیگا اور بعد ازاں اس تمام پارٹی کا جسمیں سرداران محلہ اور لاٹ صاحب بھی شامل ہیں۔ ایک فوٹو لیا جائیگا۔ چنانچہ شاہ باغ میں ایوننگ پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ لاٹ صاحب نے سپرنٹنڈنٹ یعنی خواجہ صاحب اور تمام سرداروں کے ساتھ اپنی تصویر اُتروائی پچیس تیس ہزار مسلمان اس جلسہ میں شامل تھے۔ ہر طرح کے کھیل تماشے ناچ سوانگ آتشبازی وغیرہ نے خوب رونق دی لاٹ صاحب مجلس کی آرائش اور خوش سلیقگی سے کمال محظوظ ہوئے۔ تمام حکام شہر معہ لیڈیاں تمام اُمرا و رؤسا ہندو مسلمان موجود تھے۔ لاٹ صاحب بہادر افسران جلیل القدر اور لیڈیاں عالی وقار کے ساتھ ایک ایک تماشے کو دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ غبارہ بازی میں ہاتھی اور دیو اُڑائے گئے۔ یہ کھیل واقعی قابل دید تھا۔ اس جلسہ میں لاٹ صاحب کو خصوصیت سے اس بات کا علم ہوا کہ ڈھاکہ کے تمام ہندو مسلمان خواجہ صاحب سے نہایت خوش ہیں اور یہ ان کی ہر دلعزیزی کا ادنی ثبوت ہے کہ ان کے ایک اشارہ سے پچیس تیس ہزار آدمی جمع ہوگئے۔

سنہ ۱۹۰۹ء میں آپکو خانصاحب کا خطاب عطا ہوا۔ خطاب عطا کرتے وقت لاٹ صاحب نے جو سپیچ بیان فرمائی وہ نہایت قابل قدر ہے۔ چنانچہ اُسکا ترجمہ بطور خلاصہ درج ذیل ہے "خانصاحب خواجہ محمد اعظم! آپ شہر ڈہاکہ میں محلہ کے چودہریوں کے سردار ہونیکی حیثیت سے ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ ڈہاکہ شہر میں امن اور نیک چلنی قائم رکھنے میں آپ نے نہایت عمدہ خدمت انجام دی ہے آپ کا اقتدار آپ کے ہم شہریوں میں بہت بڑھا ہوا ہے اور اس اقتدار کو ہمیشہ آپ نے پبلک مفاد اور سرکار کی خیر خواہی میں صرف کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں گورنمنٹ کی طرف سے خان صاحب کا خطاب آپ کو عطا کرنے میں نہایت ہی مسرت ظاہر کرتا ہوں"۔

اسی سال شہر کے ہندو و مسلمانوں کے مشترکہ ووٹوں سے آپ ڈہاکہ کے میونسپل کمشنر مقرر ہوئے۔ اسی سال کواپریٹو سوسائٹی ڈہاکہ بنک نے آپکو اپنا ڈپٹی چیرمین مقرر کیا اور اسی سال لنڈن کی رائل سوسائٹی نے آپ کو اعزازی ممبری سے ممتاز فرمایا۔

مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کے کشمیری میگزین میں مندرجہ ذیل سطور آپ کے متعلق چھپی تھیں "آپ ایک نوجوان خوش اخلاق بلکہ اخلاق محمدی کا ایک اعلےٰ نمونہ ہیں پبلک میں آپ غایت درجہ کے ہر دلعزیز اور گورنمنٹ کے ہاں بہت معزز سمجھے جاتے ہیں۔ بیشمار سندات جو گورنمنٹ سے آپکو ملی ہوئی ہیں۔ وہ آپ کے ہونہار ہونے کی بین دلیل ہیں آپ اپنے والد اور سوتیلی والدہ کے ایسے خدمتگذار ہیں جسکا نمونہ زمانہ حال میں قریباً ناممکن نظر آتا ہے۔ ایک کمتر خدمت آپکی یہ ہے کہ نصف دن تو کاروبار دنیاوی کرتے ہیں اور دوپہر کے بعد شام تک آپ اپنے والد بزرگوار اور والدہ کی خدمت میں احسن منزل رہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں مجھکو جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ محض والدین کی خدمت سے ہے"

آپ قومی اور رفاہ عام کاموں میں بھی نہایت دلچسپی اور شوق سے دامے درمے سخنے امداد فرماتے ہیں۔ اپنے وطن قدیم کشمیر کی واحد اسلامی انجمن نصرت الاسلام کشمیر کی طرف جب مشہور قومی خادم منشی غلام محمد صاحب خادم نے آپ کو توجہ دلائی۔

تو آپ نے ایک معقول رقم سے اسکی امداد فرمائی اور اپنے قومی میگزین کو بھی ہر سال ایک گران قدر رقم عطا فرمایا کرتے ہیں۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء کو ڈھاکہ کرزن ہال میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کی یادگار کے لئے جب ایک عظیم جلسہ بصدارت لاٹ صاحب بنگال منعقد ہوا تو وہاں بھی آپ نے ایک ہزار روپیہ چندہ میں دیا۔

ڈھاکہ کے ہندو مسلمان دونوں آپ سے خوش ہیں۔ آپ کے حالات اس قابل ہیں کہ ملک اور قوم کے نوجوان اُن پر عمل کریں۔ اور ان کی تقلید کریں۔ ایڈیٹر

فرمانروائے کشمیر کی تازہ تقریر

(جسکو ایڈیٹر نے مختلف اخبارات سے بطور خلاصہ مرتب کیا اور جو ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو کشتری اُپکارنی مہاسبھا کے اجلاس منعقدہ الہ آباد میں پڑھی گئی) راجپوت بھائیو! میں آپکے اس اعزاز کا جو آپ نے مجھکو اس سبھا کی سبھاپتی کا بخشا ہے۔ تہ دل سے مشکور ہوں۔ اس امتیاز نے میرے دل میں وہ زندہ نقش آپ کی سرگرمی اور نیک خیال کے پیدا کر دیئے ہیں۔ جن کا میں آپکو بمشکل یقین دلا سکتا ہوں گذشتہ سال مہاسبھا علی گڈھ کی طرف سے اسی عزت صدارت کے لئے مجھکو مدعو کیا گیا تھا۔ لیکن میں نے اس عزت کے حاصل کرنے سے اس لئے انکار کر دیا تھا کہ تمام راجپوت برادری مہاسبھا کے ساتھ شامل نہیں تھی۔

جو اعزاز کہ اب میرے روبرو پیش کیا گیا ہے۔ وہ بڑی ذمہ داری کا ہے۔ امید کی روشن شعاعیں جنہوں نے فراخدل راجپوتوں کے گھمسان اندھیرے میں روشنی ڈالدی ہے چاروں طرف پھیل رہی ہے۔ رکاوٹ کی خلیج جو راستہ میں واقعہ ہے تدابیر کے پُل سے اگر اسکو گذرگاہ نہ بنایا گیا تو کوئی کلام نہیں کہ ہمارے بہت سے کام اور ارادے دریا بُرد ہو جائینگے۔ اور مجھکو اس امر کی خوشی ہے کہ اپنی قوم کے جس قدرتی جوش اور فراخدلی

کی مجھکو توقع تھی وہ پوری نکلی کیونکہ قوم نے حصول مدعا کے لئے دوربین اور باریک بین عینک سے کام لیکر اتفاق واتحاد کا اصلی مفہوم سمجھہ لیا۔

صاحبو! شائید یہ ایک کہنے کا مقولہ ہے کہ اتفاق ایک طاقت ہے لیکن کتنے لوگ ہیں جو اس پر عمل کرتے ہیں۔ اتفاق درحقیقت انفرادی طاقت کو اجتماعی حالت میں لانے کے لئے ایک بہترین نعمت ہے۔ جہاں تک دوربین نگاہوں سے وسیع میدانوں کو دیکھا جاتا ہے۔ یہ پایا جاتا ہے۔ کہ ہم ایک ہی ثمردار درخت کا پھل ہیں اور ایک ہی مدعا کے دعویدار ہیں۔ ہندوستان کا ہر فرد بشر تواریخ سے سبق حاصل کر کے اتفاق پھیلانے کا خواہشمند ہے۔ زمانہ سلف کی روشش ہندوستان کے عروج کی شاہد ہے۔ وہ روشش باوجود صدہا سال کی تباہیوں کے اب بھی ہندوستان کے باشندوں میں عظمت وشوکت کا جلوہ دکھا رہی ہے۔

کیا ہمارا استقلال اور ہماری توجہ ہمکو اس قابل بنا سکیگی کہ ہم ہر ایک مدعا میں یکدلی سے اپنی جماعت کی اغراض میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ تمام بہبودی کی کوششیں جو حال میں یا آیندہ کی جائینگی ہمارے متبرک اور معنوی فرض کا ایک جزو ہو گا۔ اور ہم کو اس بات کی ہدائیت کریگا کہ ہم کو مل کر کام کرنا چاہئے۔ اور اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ تمام ایسی قوموں اور جماعتوں سے جو ترقی کے میدان میں سبقت لے جا رہی ہیں۔ ہم پیچھے رہ جائینگے۔

اس پروردگار دو عالم نے اپنے رحم وکرم سے ہندوستان تاج برطانیہ کے ظل حمایت میں کیا ہے۔ جس سے ہمکو ایک مقدس حفاظت میں دے کر نت نئے مصائب روزانہ فسادوں سے نیز جنگ وجدل کے واقعات جانگداز زمانہ سے جس سے تواریخی صفحات سیاہ ہو رہے ہیں۔ بچایا ہوا ہے۔ اور اسی زمانہ سلف کے خوفناک واقعات نے رونما ہو کر ایسا خوفناک بنا دیا ہے۔ کہ ہماری اخلاقی شائستگی اور تمدنی ترقی رکی پڑی ہے۔

صاحبو! ہم اسوقت اس امن اور چین میں ہیں جو تواریخ دنیا میں اپنی نظیر آپ ہے۔ ہمارے مرحوم ملک المعظم خلد آشیان ایڈورڈ ہفتم کی بے وقت جدائی بھی ایک

سانحہ دل خراش ہے۔ جس نے دنیا کو عموماً اور رعایائے ہندوستان کو خصوصاً غم والم کے دریا میں ڈبو دیا ہے۔ کیونکہ آپ سب صاحبان جانتے تھے کہ وہ بھی آپ کی کشتی کے ناخدا تھے۔ اور پدری محبت جتلاتے تھے۔ ہمارے ملک المعظم آنجہانی نے اپنی جمیع اوصاف کی خوبیوں کا مجمع اپنے ہونہار نونہال وارث تخت وتاج اپنے لخت جگر میں بھی پیدا کر دیا ہے جو نہ صرف اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ بلکہ باشندگان ہند کے حالات سے ذاتی علم رکھنے کے باعث ان کی بہتری اور بہبودی میں حصہ لیتے ہیں۔ اس کی صداقت کے اظہار کیلئے یہ ظاہر کرنا کافی ہے کہ ہز امپیریل میجسٹی کنگ جارج پنجم نے اپنے غشار کی گوہرافشانی اس طریق پر فرمائی ہے۔ کہ آپ بنفسہ دربار تاجپوشی ۱۹۱۲ء میں بمقام دہلی تشریف فرما ہونگے۔ اور اپنی ہندوستانی رعایا کے ساتھ اس مبارک خوشی میں حصہ لیں گے۔ یہ دربار ہندوستان میں برٹش سلطنت کا ایک نہایت مشہور ومعروف اور عظیم یادگار ہوگا خصوصاً اس وجہ سے کہ ہم اپنے ملک المعظم اور اس کی رعایا کو شاہی کروفر کی مسرت میں سرگرم دیکھیں گے اور جس بات کے ہم خواہشمند ہیں۔ ہم اس کے حاصل کرنیکے قابل ہوسکیں گے۔ اور ہم اپنے ملک المعظم کی جس کی سلطنت ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور جو بےمثال عدل گستری سے راج کر رہا ہے اس کے تخت کی پابوسی کر سکیں گے۔

صاحبو! ملک المعظم کی موجودہ حکومت تہذیب وشائستگی کے ترازو میں تلنے کا آپ کے لئے ایک بےنظیر موقعہ ہے۔

تواریخ میں تہذیب کی مثالیں آپ کے واجب التعظیم بزرگوں کی ملتی ہیں۔ جو اپنے زمانہ کے اعلےٰ درجہ کے مہذب پیشوا تھے۔ کمیونٹی کی موجودہ حالت میں جب کہ سرطان مخالفت جو آپ کی ترقی کیلئے سم قاتل بنکر آپکی تمام نیک خصلتوں کو کھا رہا ہے۔ تو پھر کیسے آپ پائے ستون کا دعوےٰ کر سکتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خصوصاً زمانہ کا کام بےحال ہو رہا ہے۔ مگر موروثی قانون آپ کی رگوں میں اپنے بزرگوں کی پرانی شائستگی کا مقابلہ کرنے کیلئے جوش مار رہا ہے اس لئے میں آپکی اور آپکی آئندہ نسل کی فی الفور بھلائی کی تحریک کرتا ہوں۔

اس پُر اُمید بیان نے میرے دل کی اس مضبوط طاقت کو لبالب کر دیا ہے۔ جو کمیونٹی کو جبر اًبھائی بندی ہمخیالی کے بنیادی اصولوں پر اتفاق سے ترقی کی بنیاد ڈالکر کام کرنے کو مجبور اور مائیل کرتی ہے۔

میں والیان ملک سرحضور مہاراجہ جودھ پور۔ اودے پور۔ جے پور۔ جام نگر۔ ریوان بوندی بیکانیر سیرائی کشن گڑھ۔ اور راجگان سیلانہ۔ جھالاوار رتلام کی سپورٹ کی مسرت کا اظہار آپ کو کرتا ہوں میں اُمید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آئندہ یہ سبھا جو تمام راجپوت کے ایک وسیع رسوخ کا شفیق خاکہ ہے۔ ایک دوسرے کو عزیز بنانے اور دلی اتحاد کے قیام اور قومی معاملات کے سلجھانے کی طرف مائیل رہیگی۔

میں اس موقعہ پر مہاراجہ صاحب ریوان کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بڑے استقلال اور فراخدلی سے اس مسئلہ کے انتظام پر غور کرنے کی رہنمائی کی ہے۔

صاحبو! اس سال میں جو گذر رہا ہے ہندوستان کے قدیم زمانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے زور دار محصولات کے باعث ہر قوم اور فرقے کو ترقی بمشکل تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اتحاد ایک سوسائٹی کے جسم کی پشت پناہ ہے۔ لیکن تعلیم وماغ ہے جو تمام قوائے افعالی پر حکمرانی کرتا ہے۔ اور باقاعدہ خوشحالی کو یکساں کرتا ہے۔ اس لئے آپ کے لئے یہ سب سے ضروری ہے۔ کہ آپ اپنی جماعت کے لئے تعلیم میں دلچسپی لیں۔ میں یہ معلوم کرکے خوش ہوں کہ آپ کو اس مسئلہ کی احتیاجوں نے بیدار کر دیا ہے۔ اور یہی باعث اسکولوں اور بورڈنگ ہوسوں کے بکثرت وجود کا ہے میری دارالریاست میں زیر اہتمام صدر سبھا جموں مفلس راجپوت طلبائے علوم کے لئے ایک بورڈنگ ہوس کھولا جا سکتا ہے۔ جس میں خوراک اور رہائیش مفت ہوگی۔ مزید براں سبھا نے چند سکالرشپ مقرر کئے ہیں۔ اور سبھا نے ۳۲۰۰ روپے کا عطیہ خاص راجپوت طلبا کے لئے مہیا کر دیا ہے۔ اور ایک سکالرشپ ایف اے کلاس کے طالبعلم کیلئے میرے عزیز بھتیجے ہری سنگھ نے اپنی جاگیر سے عطا کیا ہے۔ میں اُمید کرونگا کہ یکساں اخلاق رفتہ رفتہ تمہارے انفرادی اور مجموعی کوششوں کے وجود میں سے ہندوستان کی عرض اور طول میں اڑائے گا۔ جو وسیع نتیجہ جلد بازیوں کا ہوگا۔

شریف زادو میرا مضبوط اعتقاد ہے کہ آپکو راجپوت کالج کے مقرر کرنیکی طرف توجہ کرنا چاہیے جو نہ صرف آپکی عرصہ دراز کی گہری ضرورت کو مہیا کریگی۔ بلکہ نیز آپکی بھلائی کی سرگرم کوشش کی تحریک کو استادہ کردیگی۔ اور قومی معراج کی خبر پہونچانے والی ہوگی۔ گورنمنٹ نے سلسلہ تعلیم جاری کرکے بیشمار کالج اور سکول ہم لوگوں کے لئے کھول رکھے ہیں۔ اس تقریر کا لب لباب یہ ہے کہ آپ نے تعلیم کے فوائد میو کالج اور چیف کالج اور ڈیلی کالج کے مشرح فوائد بنا کر ایک راجپوت متفقہ کالج کی بنیاد ڈالنے کی تحریک کی اور اس کالج کو ملک المعظم ایڈورڈ ہفتم خلد آشیان کی یادگار میں بنانے کی تجویز پیش کی ز اں بعد آپ نے راجپوت سبھا جموں کی چار سالہ کاروائی پر اظہار خوشی کا کیا۔ کہ اس سبھا نے قریباً دو سو مقدمہ راجپوتوں کی مختلف قوموں کے فیصلے کئے۔ نیز سبھا نے یہ اصلاحیں کی ہیں۔ (۱) اول یہ کہ شادی غمی کے اخراجات بلحاظ معیار آمدنی اشخاص تخفیف کئے گئے ہیں۔ اور کثیر اخراجات سے جائیداد اور وراثت کو تباہ کرنیوالی بوڑھے مرنے کی رسم کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

(۲) یہ بھی طے کیا گیا ہے۔ کہ ۳ فیصدی اخراجات غمی و شادی کے سبھا کے فنڈ کو دیئے جایا کریں۔

(۳) شادی صغیر سنی۔ الاجواز اور بوڑھے مرد سے شادی کا کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

(۴) جو نقدی کہ لڑکی کو دی جاتی ہے۔ اس میں مناسب تخفیف کی گئی ہے۔

(۵) مختلف مقامات میں لوکل سبھائیں زیر نگرانی صدر سبھا جاری کی گئی ہیں۔ اور ایک اوپدیشک کی منظوری پرچار کیلئے دی گئی ہے۔

(۶) مستورات کی دھارمک تعلیم کا قاعدہ رسم پردہ کے مناسب لحاظ سے مرتب کیا گیا ہے۔

(۷) مبلغ ۳ ہزار روپیہ مفلس راجپوت بیوگان کے لئے ریاست کے محکمہ دھرم ارتھ سے دلایا گیا ہے۔ اور راجپوتوں کو ریاست کی ملازمتوں کے دئے جانے کیلئے ایک قاعدہ رائج کیا گیا ہے۔

(۸) میاں کے لقب کی بجائے ٹھاکر کا لقب تجویز کیا گیا ہے۔ اور مختلف فرقوں کے جداگانہ طرائق تعظیم کو منسوخ کرکے سب کو ایک درجہ مساوات میں منسلک کیا گیا ہے۔

(۹) سبھا کا چندہ سو سے اوپر کی آمدنی پر ایک پائی فی روپیہ اور اس سے زیادہ پر ½ ۱ پائی

مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان ہونہار تجاویز پر حد سے زیادہ اظہار شادمانی کا فرمایا وغیرہ وغیرہ

اس سپیچ کے ختم ہونے کے بعد ہز ہائینس نے فرمایا کہ چونکہ حضور جارج پنجم شہنشاہ ہند کی تاجپوشی کا دربار دہلی میں منعقد ہو گا۔ اس غیر معمولی موقعہ سے راجپوت قوم کو ضرور فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اگر اس موقعہ پر مجوزہ راجپوت کالج کا سنگ بنیاد شہنشاہ ہند کے دست مبارک سے رکھا جائے۔ تو نہایت ہی موزوں ہو گا۔ میں اس کالج کے لئے دو لاکھ روپیہ دونگا اور امید ہے کہ دیگر راجگان وغیرہ بھی دریغ نہ کرینگے۔

راجگان ممبہ (کشمیر) میں قومی انجمن کی ضرورت

قافلہ شد و اپسئے ما ببین ای کس ما بیکسئے ما ببین!

بادی النظر میں پایا جاتا ہے۔ کہ فی زماننا تہذیب کے خوشنما گلاب نے اپنی بو باس سے ہر ایک کے دماغ کو معطر کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور ہر ایک قوم میدان ترقی میں گوئی سبقت لیجانیکی کوشش میں غضب کی مستعدی دکھا رہی ہے۔ چنانچہ خود زمانہ کی رفتار میں کسی ایسی تیز مشین کی شمولیت ہے۔ جسمیں بجائے برقی پاور کے ترقی کا کچھ ایسا مادہ بھرا ہوا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ جس کام کی طرف دیکھو بجز ترقی کے اور کوئی بات دیکھنے میں نہیں آتی۔ مثلاً صیغہ زراعت اسمیں بھی لبستاً اس قسم کی ترقی ہو رہی ہے۔ کہ جو زمینیں صدیوں سے غیر آباد پڑی ہوئی دیکھی جاتی تھیں۔ آج آباد ہیں۔ ہاں زراعت پیشہ اشخاص البتہ خوشحال نہیں جسکا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ علم جیسی نعمت سے بے بہرہ ہیں۔ تجارت ہے تو ترقی کا سورج بنکر اُفق عالم پر ضوفگن ہے۔ ضنعت و حرفت کا دَور دورہ ہے ایجادات کا چاروانگ عالم میں چرچا ہے۔ تعلیم میں اعلےٰ ترین ڈگریاں حاصل ہو رہی ہیں۔ غرض ہر امر میں پورے اطمینان کے ساتھ ترقی کی کوشش ہوتی ہے۔ جسکا اصلی سبب یہ ہے کہ گورنمنٹ

انگلشیہ نے امن وامان کے وسایل مہیا کر دیئے ہیں۔ جو اظہر من الشمس ہیں۔ یعنی ہر ایک کو آزادی کیساتھ استحقاق حفاظت خود اختیاری حاصل ہیں مگر افسوس ہزار افسوس کہ کشمیر سٹیٹ میں ہمیہ قوم کے سلاطین وراجگان میں کسی قسم کا مادہ احساس پیدا نہیں ہوتا۔ باوجود معزز جاگیردار ہونیکے یہ لوگ ایسے گمنامی کے گڑھے میں غرق ہیں کہ ان کا نکلنا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے۔ نہ سرکار سے بوجہ استحقاق کے انکو واجبی اعزاز مثل آنریری اختیارات وغیرہ بجز سلطان دوپٹہ عطا ہوتے ہیں۔ اور نہ پبلک میں انکی شہرت ہے۔ اگرچہ ذاتی وجاہت اور رسوخ انہیں موجود ہے۔ مگر وہ بھی انکی غفلت سے روز بروز مٹتا جاتا ہے ؎

گرے جاتے ہیں ہم خود اپنی نظروں سے ستم یہ ہے
بدلجاتے تو کچھ رہتے مٹی جاتے ہیں غم یہ ہے

فضول خرچی کی بُری عادات اس قوم میں بدستور موجود ہیں۔ حضرت نفاق انکے گھروں میں کچھ ایسے قدم جمائے جاگزین ہے کہ جسکا نکلنا مشکل و دشوار ہے۔ بعض حضرات کو صرف خود نمائی کی عادت ہے زری دار صافے باندھنے اور پچاس پچاس سواروں کو ہمراہ رکھنے میں مشغول ہیں۔ بقول مشیر امرتسری ؎

چاہتے ہیں وہ کہ ڈاسن بوٹ ہو!
طرز اچھی فیشن ایبل سوٹ ہو!!

آنکھ پر چشمہ گلے میں ٹائی ہو
ہاں بلا سے گھر نہ گھر میں پائی ہو

قوم مرجائے بلا سے انکو کیا۔
کام ہے فیشن سے اپنے بر ملا!

بھائیو۔ لباس فاخرانہ یا سواروں کے ہمراہ ہونے سے بجز خود نمائی و رعونت اور کوئی فایدہ نظر نہیں آتا۔ نہ ایسے حرکات انسانیت میں داخل ہیں۔ ہر بنی نوع انسان کا یہی فرض ہے کہ اپنے تئیں قوم کے خدمات میں وقف کر رکھے۔ نہ یہ کہ صرف اپنی ظاہری نمائش پر ہی اپنی بہبودی کا اکتفا سمجھتے رہیں ؎

کہاں تک رشک اکبر ساقئے بزم حریفاں پر
سنبھالو اپنے تم دلکو تمہارا جام جم یہ ہے۔

انکی جاگیرات کے دخل و خرچ کا کوئی معقول حساب وکتاب نہیں۔ انہیں اسقدر خداداد طاقت بھی ہے کہ اپنے خرچ پر رفاہ عام کے بڑے بڑے کارخانے مثل مدارس وغیرہ قایم کرتے چونکہ فضول خرچیوں سے انکی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اس لئے رفاہ عام کے کام

ان سے ہوسکنے امر محال ہیں۔ نفاق کی یہ حالت ہے۔ کہ سلطان کٹھائی مرحوم کی جاگیر عرصہ سے بوجہ تنازعات جانشینی زیر ضبطی سرکار ہے کوئی بھی انکا پرسان حال نہیں ہوتا اس لئے اس قوم کی نجات کی بہترین تدابیر سے یہ مشورہ موزوں معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ بھی بہ تقلید ڈوگرہ قوم کے کوئی قومی انجمن قایم کرلیں تو از بس مفید ہو جس میں قوم کی بہتری کیواسطے عملی کارروائیاں کیجائیں۔ اور عمدہ ترین تدابیر پر غور کیا جاوے

الراقم راجہ شیر علیخاں تحصیل اوتر مچھی پورہ کشمیر

حق مہر کے متعلق مزید واقفیت

ماشاءاللہ اب میگزین عمدہ عمدہ مضامین کا مخزن ہوتا جاتا ہے۔ اللھم زد فزد اس مہینے کے رسالے میں بھی اچھے اچھے مضامین ہیں کیا قومی اور کیا تاریخی وغیرہ البتہ ایک مضمون حق مہر کے متعلق ہے جو کسی ایسے صاحب کے قلم سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے جو (اگر میں غلطی نہیں کرتا تو) دینی علم سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اوروں کو مہر کی اصلیت دکھاتے دکھاتے اپنی ہی بے خبری ظاہر کردی کتنے افسوس کا مقام ہے۔ کہ آپ نے مہر کو طلاق کی روک تھام ٹھہرایا ہے۔ اور طلاق کی وجہ صرف عورت کا بدچلن ہونا۔ حالانکہ طلاق کے بہت سے اسباب ہوتے ہیں۔ کاش انہوں نے سرسید کی کتاب خطبات احمدیہ ہی دیکھی ہوتی۔ ضرورت کے موقعہ پر ہی طلاق کا جواز دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں جنمیں انفساخ نکاح نہیں ہوسکتا اسلام کی خوبی اور اسکے مکمل دین ہونے کی دلیل ہے۔ ہاں منجملہ دیگر ضروریات و اسباب طلاق کے ایک وجہ عورت کا بدچلن ہونا بھی ہے۔ معلوم نہیں انہوں نے کہاں سے عیسائیوں کی شریعت کا مسئلہ اسلام میں داخل کردیا۔ کہ طلاق صرف عورت کے بدچلن ہونے کی صورت میں ہی جایز ہے۔ اس میں شک نہیں کہ طلاق ابغض المباحات ہے مگر بفحوائے الضرورات تبیح المحظورات

اُلکی۔ جب میاں بیوی میں باہم اتفاق سے رہنے کی اور کوئی صورت نہ بنے تو آخری علاج اسکا طلاق ہی ہے۔ بہت سی پارسا اور نیک بخت بیبیاں حضرت کے زمانہ میں (فَبِاَمِّ اُمّی وَاَبی) ہوئی ہیں۔ جنکو طلاق لینی یا انہیں طلاق دینی پڑی۔ بعدازاں دوسرے بزرگوں کے نکاح میں آئیں چنانچہ اُم المومنین حضرت زینب کو حضرت زید نے طلاق دی اور پھر وہ پیغمبر صاحب کے نکاح میں آئیں۔ اسی طرح اور بہتیری مثالیں ہیں۔

مزید افسوس اس بات کا ہے کہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہ مہر مطلقہ عورت کو اسلئے دیدیا جاتا ہے کہ وہ عدت تک اسکو اپنے خرچ میں لاتے۔ جو آیہ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ (سورت طلاق پہلی آیت) کے صریح مخالف ہے۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ مدت گذارنے تک خرچ دینا شوہر طلاق دہندہ کا فرض ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ عورت کو اسکے بدچلن ہونے کی وجہ سے طلاق دیجائے۔ اس حالت میں اسکو طلاق دیکر گھر سے بھی نکال دینا جایز ہے۔ مہر عورت کا قرض ہے شوہر کے سر جس کا ادا کرنا بہرحال اسپر لازم ہے۔ حتےٰ کہ عورت اگر اپنا مہر وصول نہیں کر چکی یا جسقدر باقی ہے شوہر کی وفات کے بعد بھی مثل دوسرے قرضخواہوں کے اسکے ترکہ سے وصولی کی حقدار ہے اور عورت کے مرجانے کی صورت میں اگر اسکا مہر کل یا جز جو باقی ہے اسکی وصولی کے اسکے وارث مستحق ہوتے ہیں۔ ہاں برخلاف قیاس آپ کے اگر بدچلنی کی وجہ سے عورت کو طلاق ملی ہے۔ تو اپنے مہر کا حق بھی کھو دیتی ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ کَرْھًا وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ (سورت نساء رکوع ۳) مضمون نگار صاحب کی دینی واقفیت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ جو وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مہر کی مقدار پیغمبر صاحب نے ۳۲ روپے مقرر فرمائی ہے۔ سو وہ بھی بادشاہوں کے لئے معلوم نہیں یہ حدیث انہوں نے کہاں دیکھی عجب نہیں یہ نتیجہ انہوں نے

عوام کے قول سے جو ۳۲ روپے کو مہر شرعی کہتے ہیں بس سنا کر نکالا ہوا سپر غضب تو یہ کیا کہ ۳۲ روپے سے زیادہ مہر ہونے سے نکاح کے جایز ہونے میں بھی شک پیدا کر دیا حالانکہ خود پیغمبر صاحب کے ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر (سوائے مہر ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے جنکا مہر چار سو دینار اس وقت کے سکہ کے بموجب ہزار روپیہ تھا) پانچ پانچ سو درہم جو اس وقت کے سوا سو روپے سے زیادہ ہوتے ہیں تھا۔ پیغمبر صاحب نے مہر کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور نہ ہی قرآن شریف میں ہے۔ مہر کی تعداد حیثیت پر ہونی چاہئے اور وہ مہر ہونا چاہئے جو آسانی سے ادا ہو سکے۔ کیونکہ یہ بھی ایک قرض ہے۔ جسکا ادا کرنا یا معاف کرانا ضروری ہے اسی واسطے حدیث میں تھوڑے مہر کو اچھا فرمایا ہے۔ جو لوگ حیثیت سے بڑھکر مہر مقرر کرتے ہیں۔ وہ فضول کام کرتے ہیں۔ (برخلاف آپ کے مضمون نگار کے) عورت کا اختیار ہے۔ کہ بمجرد نکاح ہوجانے کے اسی وقت اپنے مہر کا مطالبہ کرلے اسیواسطے مہر کے ساتھ لفظ معجل اور غیر معجل یعنی اسی وقت ادا کیا گیا ہے۔ اور اسقدر غیر معجل یعنی باقی ہے۔ باقی رہی مہر کے فرض ہونے کی وجہ سو علماؤں نے اسکی کئی وجہیں لکھی ہیں۔ ایک یہ ہے اس سے نکاح اور زنا میں تمیز ہوجاتی ہے۔ اور ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ کہ نکاح کی عظمت بغیر مال کے ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ انسان کو عموماً مال بہت عزیز ہوتا ہے اسلئے اسکے خرچ کرنے سے ایک چیز کی عظمت اور اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ جس قدر مہر زیادہ ہوگا اسی قدر عورت کی قدر و منزلت زیادہ سمجھی جائیگی اسی واسطے مہر کی حد مقرر نہیں کی گئی اسکے سوا مہر کا شرط نکاح ہونا اس بات کے لئے بھی ہے کہ مرد نے عورت کو اپنے نکاح میں لاتے ہی اپنے مال سے ایک حصہ کا مالک بنا دیا کیونکہ اسلام میں برخلاف عیسائی مذہب کے عورت اپنے مال کی خود مالک ہوتی ہے۔ علاوہ بریں مال عوض خدمت ہوتا ہے سو زر مہر دینا لازم ہوا کہ بمجرد نکاح کے زر مذکور کے کمانے کی مدت گویا پہلے ہی عورت کے پیش کی گئی تاکہ عورت کی وقعت مرد کے دل میں شگفتہ ہوجائے اور مرد کی محبت عورت کے دل میں یعنی مہر کا روپیہ دینے اور لینے سے باہم اتحاد بھی قائم ہوجاتا ہے۔

مَیں اُمید کرتا ہوں کہ اس مضمون کو بھی رسالہ میں شایع کردینگے تاکہ اگر کسی صاحب کو ناظرین رسالہ میں سے غلط فہمی ہوگئی ہو تو رفع ہوجائے۔

اے آر ملک از لاہور

کشمیر میں محمڈن کانفرنس کو دعوت

تو کارِ زمین را نکو ساختی ! کہ با آسمان نیز پرداختی !!

میرے واجب التعظیم بزرگ مشہور ہمدرد قوم جناب خواجہ صمد جو صاحب لگرو رئیس بارہ مولانے ایک دعوتی چٹھی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ کے اراکین کے نام پیسہ اخبار میں بدیں غرض شایع کی ہے۔ کہ آئندہ کانفرنس کا اجلاس سرینگر کشمیر میں ہو جہاں تعلیمی حالت نہایت قابل رحم ہو رہی ہے۔ خواجہ صاحب قبلہ کا قومی جوش اور ہمت بلاشبہ قابل تعریف ہے لیکن مَیں خواجہ صاحب سے اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تجویز باوجود معقولیت کا پہلو رکھنے کے بھی کشمیر کی آب وہوا میں ابھی سرسبز نہ ہو سکیگی۔ اور کشمیر پہاڑی علاقہ ہے۔ اور راستہ دشوار گذار اہل پنجاب میں سے بہت کم اصحاب کی شمولیت کی امید ہو سکتی ہے جن دنوں کانفرنس کی تاریخیں مقرر ہونگی۔ وہ کمال سردی کے دن ہونگے اور خصوصاً ہمارے خطۂ پاک کی سردی اور بھی ناقابل برداشت ہوگی اس لحاظ سے میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ آیا کانفرنس کا اجلاس کشمیر میں ہونے سے کامیاب بھی ہو سکیگا۔ یا نہیں۔ علاوہ ازیں یہ کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ کشمیر جیسے ملک میں جہاں تقریباً ۹۵ فیصدی آبادی مسلمانوں کی ہو وہاں کا ایک ہائی سکول بھی سرسبز نہ ہو سکے کیا آپ کی قوم کے وہ ارباب دول جو کانفرنس کو وہاں تشریف لانے کی زحمت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ کانفرنس کو مدعو کرنے کے بغیر اپنی آیندہ نسلوں کی فلاح وبہبودی کے لئے کوئی انتظام نہیں کر سکتے خواجہ صاحب کو نصرت الاسلام کے سالانہ اجلاس کی کیفیت یاد نہیں کہ باوجود

اپنی ظاہری شان وشوکت کے جو محمڈن کانفرنس کی شان شوکت سے کسی طرح کم نہیں ہوتی انجمن مذکور سالانہ جلسے میں زر چندہ دو ڈھائی ہزار سے بھی غالباً کبھی نہ بڑھ سکا اور اگر سرکاری گرانٹ خدانخواستہ بند ہوجائے تو سکول کا چلنا ہی دشوار ہے ایسی حالت میں آپکا اور آپکے ہم خیال دوستوں کا جو کانفرنس کے بلانے میں آپکے ہمزبان ہوگئے ہیں۔ کیا یہ فرض نہیں ہونا چاہیے۔ کہ انجمن نصرۃ الاسلام کو تقویت پہنچائیں۔ اُسکی مالی حالت کو فروغ دیں۔ اور آہستہ آہستہ اُسکو بہتر بناکر اسلامیہ کالج کے درجہ تک پہنچادیں۔

کانفرنس کے کشمیر میں تشریف لیجانے سے جو فایدہ متصور ہے۔ وہ صرف یہی ہے کہ کانفرنس تین دن وہاں اپنا اجلاس کرے۔ متعدد تقریروں کے ذریعہ تعلیمی ضروریات سے آپکی قوم کو آگاہ کرے۔ بس یہ کام ہے کانفرنس کا کہ وہ تعلیمی ضروریات کا پیغام آپکی قوم کو سنادے۔ اُس پر عمل کرنا یا نہ کرنا قوم کے اپنے اختیار میں ہے میرے خیال میں اس سے یہ تجویز بہتر ہوسکتی ہے۔ کہ آپ چونکہ کانفرنس کے ہر سالانہ اجلاس میں شامل ہوتے ہیں۔ اور تعلیمی معاملات میں آپکو خوب غور کرنیکا موقعہ ملتا ہے۔ اس لئے آپ اپنے خیالات کو اپنی قوم کے ذہن نشین کرانے کی اگر کوشش کریں۔ تو کانفرنس کو مدعو کرنے کی بجائے یہ تجویز زیادہ مفید ثابت ہوسکتی ہے۔

کانفرنس نے آپکی قوم کے طلبا کیلئے وظائف مقرر کئے۔ کہ وہ علیگڈھ میں آکر اپنی اعلےٰ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ لیکن افسوس کہ آپ نے بھی کوئی کوشش نہ کی۔ کہ کسی کشمیری طالب علم کو ان وظائف سے مستفید ہونے کی رغبت دلاتے۔ افسوس کہ وظائف اب تک بالکل بیکار پڑے ہوئے ہیں۔ کیا آپکا بحیثیت ہمدرد قوم یہ فرض نہیں تھا کہ اس کے متعلق اراکین نصرۃ الاسلام کو توجہ دلاتے۔

میں آپکی خدمت میں مودبانہ التجا کرتا ہوں کہ آپ یا آپ کے ہمخیال دوست جسقدر روپیہ کانفرنس کے چندوں اور معزز ممبران کی مہمانداری وغیرہ میں صرف کرنا چاہتے ہیں اُس سے یہ کہیں بہتر ہوگا۔ آپ خود اور اپنے دوستوں سے وہی روپیہ فراہم کرکے یکدم اسلامیہ ہائی سکول کے فنڈ میں مرحمت فرماکر اُسکی مالی حالت کو ایک گونہ مطمئن بنادیں۔ اس کے بعد

جب آپکے سکول کی حالت ہر طرح تسلی بخش ہو جائیگی۔ یا آپکی ہمت سے کالج بن جائیگا تو پھر کوئی اہل خطہ خواہ وہ کہیں ہو آپکے کانفرنس کو مدعو کرنے میں اختلاف نکریگا ہو تو جبکہ ارکین کانفرنس بہ سرکردگی فخر قوم ہز ہائینس نامدار آغاخاں بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ جی سی اسلامیہ یونیورسٹی کا چارٹر حاصل کرنے کے لئے روپیہ فراہم کر رہے ہیں۔ اور امید ہے کہ ۱۹۱۲ء میں جبکہ ہمارے پیارے شہنشاہ حضور جارج پنجم تشریف فرمائے ہندوستان ہونگے عنایت خسروانہ سے ہماری اسلامی یونیورسٹی کی تجویز بھی مکمل ہو جائیگی۔ اس لحاظ سے کیا یہ ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ کہ آپ اپنے ہائی سکول کشمیر کی حالت تسلی بخش بنالیں تاکہ یونیورسٹی کے بنتے ہی آپ کا سکول بھی کالج بلکہ یونیورسٹی کے ساتھ شامل ہو سکے۔

خواجہ صاحب وقت ہے۔ کہ آپ ہمت سے کام لیں اور جس طرح یہاں یونیورسٹی کو وجود میں لانے کے لئے نامدار آغاخان قبلہ جیسے بزرگان ملت باوجود ناسازی فراج روپیہ فراہم کرنے کیلئے گشت لگا رہے ہیں۔ آپ بھی اُسی طرح کشمیر میں اور اُسکے مضافات میں بااثر اصحاب کا وفد بنا کر کافی روپیہ حاصل کریں۔ اور ہائی سکول کو ایک مکمل کالج کے درجہ تک پہنچادیں آپ کی ہمت۔ استقلال اور قومی جوش سے یہ بات کچھ بعید نہیں۔ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ راقم میں ہوں آپکا اور آپکی قوم کا مخلص۔

غلام غوث سوداگر پشمینہ وغیرہ امرتسر

کان اور داڑھی کا دلچسپ مباحثہ

اہل اختیار حکام جو کبھی کبھی خطاکاروں یا سزاواروں کے کان پکڑاتے یا داڑھی نُچواتے ہیں اُنکا یہ فعل خلاف فطرت ہے۔ بنی نوع انسان کی ذات خاص کی طرح کان اور داڑھی بھی شدت اور ظلم کو گوارا نہیں کرسکتے اور اس سختی کو وہ قرار واقعی محسوس کرتے ہیں۔ اُن کا باہمی مکالمہ جو دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اور ذو معنی الفاظوں میں شمار ہے۔ نذر ناظرین کیا جاتا ہے۔

ایک روز ایک مالیدہ کان (سزا یافتہ) نے ایک کھینچی ہوئی داڑھی سے جو بظاہر اپنی سزا
کے وجوہات سوچ رہی تھی مصلحتاً پوچھا کہ "اے میری ہم جلیس (داڑھی؟) بتاؤ دنیا میں
ہم نے آگر وہ کونسا قابل گرفت یا مورد قہر کام کیا ہے - جسکے بدلے ہمکو ہر ایک اجلاس سے
بڑی بے حرمتی اور بے وضع سزا سے پٹوایا جاتا ہے - میں بچہ ہی تھا کہ مجھے مکتب میں ادب
کے ساتھ حاضر ہونا پڑا - اب تک مجھکو وہ وقت خوب یاد ہے - کہ ذرہ ذرہ لغزش پر میرے
ہمسائے ہاتھوں کو بار بار حکم ہوتا تھا کہ پکڑو وہ کان "کھینچو" کان" جب بے رحم ہاتھ میرے
جسم کو پکڑتے یا کھینچتے یا ملتے تھے - مجھے اسقدر شدت اور درد محسوس ہوتا تھا کہ میں دانت
پیس کر رہ جاتا تھا - میں نہیں سمجھ سکتا کہ کس گناہ کی پاداش میں میری یہ حالت ہوا کرتی
تھی - بہت زمانہ ہمنے مکتبوں میں اپنے تئیں ظلم اور تشدد کے تخت میں گذارا جب کاروبار
دنیا میں آئے - تو سمجھا کہ اب آرام اور لطف کی زندگی نصیب ہوگی برخلاف اسکے جب کبھی
ہم کسی اجلاس دینی یا دنیاوی میں گئے تو سارے وجود آدمی کا عتاب میری ذرہ بے مقدار
ذات پر ہی گرا - وہاں بھی مجھے ہی پٹوایا اور مجکو ہی دنیا کی تمام تکالیف کا مورد ٹھہرایا گیا اور
ابتک جہاں میں جاتا ہوں اور جب میرا رقیب بدن کوئی فعل ناقابل تہذیب کرتا ہے
تو سزا مجھے دی جاتی ہے - بس اے داڑھی بتاؤ اس میں میرا کیا قصور ہے ؟

داڑھی - اے گوش حق نیوش میں خود ظلم رسیدہ ہوں تم جانتے ہو میں کبھی بن بلائے
نہیں آتی - جب آدمی کی عمر ستارھویں اٹھارھویں سال تک پہنچتی ہے تو مجھے مدعو کیا
جاتا ہے - میں اس آہستگی اور خاموشی سے آتی ہوں کہ کسی کو ناگوار نہیں گذرتی - لیکن اس
پر بھی اے میرے معزز ہمسایہ ان نو تعلیم یافتوں نے جو سلوک میرے ساتھ کیا وہ تمکو
معلوم ہی ہے - باوجودیکہ میں چہرے کی زیب و زینت ہوں انسان کا رعب ہوں بلکہ مرد
اور عورت کی شناخت ہوں - لیکن پھر بھی میرے لئے ہر روز اُسترہ تازہ دم کیا جاتا ہے
اور میرے ایک ایک بال کو نابید کیا جاتا ہے - سفید ریش کا لحاظ تم نے اکثر سنا ہوگا -
لیکن اس زمانہ میں میرے لمبے لمبے سفید بالوں کو بھری محفلوں میں
بلا قصور کھینچا جاتا ہے اور جب کسی آدمی پر کوئی قصور آجاتا ہے تو سارے جسم کو چھوڑ کر حکم

ہوتا ہے ور پکڑو داڑہی پٹو داڑھی" دیکھو میرا بال بال اس تشدد سے منتشر اور پریشان ہے کرے موچھوں والا اور پکڑا جائے داڑھی والا ہائے کیسا ظلم ہے۔

کان نابالغی کی حالت میں انسان چونکہ نا سمجھ معلوم ہوتا ہے۔ اس حالت میں اگر کوئی اس سے قصور ہو جاتا ہے۔ تو عموماً معاف کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ابھی چھوٹا ہے۔ نابالغ یا بے سمجھ ہے۔ لیکن جب تم اُگی سمجھا گیا کہ یہ آدمی پوری عقل والا ہے۔ داڑھی والا ہے سب کچھ جانتا بوجھتا ہے اُسنے کیوں دیدہ دانستہ یہ قصور کیا۔ اسواسطے اگر وہ عتاب تم پر پڑے تو کوئی غیر انسب نہیں۔ لیکن جو سختی مجھ سے برتی جاتی ہے۔ اسکا سبب معلوم نہیں۔ میں بالکل بے قصور ہوں۔

داڑھی۔ جھوٹھ بالکل جھوٹ میں بے قصور ہوں البتہ تمہارا قصور صاف ظاہر ہے۔ دیکھو کان تمہیں اسلئے سزا دی جاتی ہے۔ کہ تم میں ایک فعل انسان کی جزو ہے اور فعل انسان میں تمہاری پوری پوری شراکت اس لئے ہے کہ تم نیک اور بد شر و خیر سبکو سنتے ہو قوانین سرکاری امر اور نہی (مذہبی) کو سب سے اول تم ہی محسوس کرتے ہو۔ گوشمالی کرنے والے یہ سمجھہ کر تمہیں تکلیف دیتے اور دلاتے ہیں کہ اس نے سن کر گویا کان میں ماردی۔ پورا اثر دل و دماغ تک نہ پہنچایا اور اس کان سے اُس کان اُڑا دی۔ سُنو تمکو جو سزا دی جاتی ہے اور گوشمالی کی جاتی ہے۔ وہ بالکل بجا ہے۔

کان۔ اے داڑھی ابھی تم مجھے گوش حق نیوش کہتی تھیں۔ اب یہ بے رخی اور کج خلقی! اسی طوطا چشمی پر تمہارا یہ حال ہو رہا ہے۔ کہ فیصدی دس آدمی بھی تمہیں مُنھ نہیں لگاتے اور ہر روز تمہاری حجامت کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو بے قصور کہکر نئی پارٹی کو تم اپنا طرفدار نہیں بنا سکتیں۔ قانون سرکار میں نہ گوشمالی جائز ہے۔ نہ داڑھی کھنچوانی۔ اس لئے ہم دونوں مظلوم ہوں اور دونوں کی متفقہ آواز ہی کوئی نیک نتیجہ پیدا کر سکیگی۔ اس لئے چشمک زنیوں سے باز آکر اپنی بہتری کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے۔

داڑھی میں نے تمہاری باتوں کو ہمتن گوش ہو کر سُنا۔ جس نیک نتیجہ پر تم پہونچے ہو اُسکا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اس لئے میں تمکو نصیحت کرتی ہوں ایسی نصیحت جس پر عمل کرنے

سے کبھی تمہاری گوشمالی نہ ہوگی۔ جو نیک بات تم سُنو اُسپر عمل کرنیکی کوشش کرو۔ گورنمنٹ یا کسی مذہبی رکن کے احکام کو سُنکر اُن کی عزت کرو اور زبان کو سمجھا دو کہ بدکلامی اور فواحشات دروغ اور فتنہ و فساد سے باز رہے اور ایسے کام کرے جس سے ملک و ملت میں امن قایم رہے۔ اے کان۔ اے مخزن قوت سامعہ! اخلاق۔ تہذیب۔ حکام کی متابعت نیک لوگوں کی نصایح اور اچھی اچھی باتوں کو سُنکر انکا اثر دل اور دماغ پر ڈالا کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ضرور گوشمالی کے آئے دن کے صدموں سے محفوظ و مامون رہوگے۔

کان۔ اے داڑھی اے چہرے کی زیب و زینت! مَیں نے سب کچھ سُنا لیکن نصیحت ایسے شخص کی مؤثر ہوتی ہے۔ جو خود حسن عمل سے واقف ہو۔ اسلئے تم بھی وہ کام نہ کرو جس سے تمہاری بے عزتی و ذلت تک نوبت پہونچے۔ داڑھی اور پھر سفید داڑھی اگر بُرے اعمال و افعال پر آمادہ ہوجائے۔ تو اُس سے بڑھکر قابل ملامت اور کون ہوسکتا ہے اپنے سفید بالوں کی عزت کرو اور جھوٹ مکر۔ فریب اور دغابازیوں سے توبہ کرو تاکہ لوگ پھر یہ شعر پڑھنا چھوڑ دیں ؎

ریش دراز شیخ میں ہے ظلمت فریب　　اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمان صُبح!

داڑھی۔ مَیں وعدہ کرتی ہوں کہ مَیں وہی کرونگی جو تم کہتے ہو۔ لیکن میری ترقی کس طرح ہوگی جبکہ نوجوان لوگ مجھے آتے ہی دھکیلنا شروع کر دیتے ہیں اور اُسترا لیکر میرے گرد ہو جاتے ہیں۔ اِن پڑھے لکھے جنون سے رہائی کی کوئی تدبیر بتاؤ۔

کان۔ اسپر کبھی پھر خیال کیا جائیگا۔ اس وقت تو اُس تکلیف کا ذکر ہے جو داڑھی اور کان کو عدالتوں میں پیش آتی ہے۔ جس کی داڑھی ہی نہیں اُسکو کیا تکلیف ہوگی۔ بلکہ اُسکا سارا نزلہ مجھ غریب ہی پر گریگا۔ اور میری ہی گوشمالی کی جائیگی۔ اسلئے بےجا نہ ہوگا۔ اگر ہم اپنی جگہ بُرے کاموں کو چھوڑنے اور نیک کاموں کے اختیار کرنے کے علاوہ حکام عالی مقام کی انصاف پروری اور رحمدلی سے یہ توقع رکھیں کہ وہ ماتحت حکام کو سمجھا دیں۔ کہ ہم غریبوں پر ماتحت حکام کی طرف سے جو سختی کی جاتی ہے وہ نہ صرف کبھی کبھی بلکہ ہمیشہ کے لئے معاف ہوجانی چاہئے۔ راقم محمد زین العابدین کوہی سماہنی ریاست جموں

پنجاب میں ایک انگریز خود مختار فرمانروا

اٹھارہویں صدی کے شروع اور سترھویں صدی کے آخر میں سلطنت دہلی کی حالت اس درجہ تباہ تھی اور طوائف الملوکی کا اس قدر زور تھا کہ ان ایام میں جو شخص ذرا بھی ہمت و قسمت آزما ہوتا وہ اپنی ایک الگ سلطنت قایم کر سکتا تھا۔ اس کی زندہ مثالیں ریاستوں کے وجود میں آجکل بھی ہندوستان کے ہر حصہ میں نظر آ رہی ہیں۔ سلطنت دہلی کی بدنظمیوں ہی کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ مرہٹوں نے دار السلطنت میں اور سکھوں نے پنجاب میں سر اُٹھایا۔ مگر ان دونوں خود سروں کو آخر ایک ایسی زبردست اور با اقبال طاقت نے نیچا دکھایا جو اس وقت تمام عالم میں ایک بے نظیر اور "بہت بڑی" سلطنت شمار کی جاتی ہے۔ اُس طوائف الملوکی میں سکھوں یا مرہٹوں یا مسلمان صوبیداروں کا الگ سلطنت قایم کر لینا تو ایک معمولی بات تھی۔ مگر ناظرین یہ سنکر حیران ہوں گے کہ ایک انگریز نے بھی سلطنت انگلشیہ کی طرف سے نہیں بلکہ بطور خود شخصی حکومت قایم کرنے اور اپنے نام کا سکہ چلانے کیلیے ہل چل مچانی شروع کی اور اکثر دیسی رئیسوں کو ایسا تنگ کیا کہ اُسکی ہمسایہ ریاستیں اُس کے نام سے کانپتی تھیں۔ اس کا نام جارج ٹامس تھا۔ اس کے حالات و واقعات میں ڈبلیو فرنیکلن نام ایک مصنف نے سنہ ۱۸۰۳ء میں ایک کتاب بھی چھاپی تھی مگر آجکل وہ اس قدر نایاب ہے۔ کہ اس کا ملنا ناممکن خیال کیا جاتا ہے۔ ہم مختصر طور پر اس انگریز راجہ کی اُن مہمات جنگی کا تذکرہ لکھتے ہیں۔ جو سنہ ۱۷۹۸ء سے سنہ ۱۸۰۲ء تک وہ اپنی ہمسایہ ریاستوں کے ساتھ کرتا رہا۔

جارج ٹامس جو بہت ذی فہم اور دلاور انگریز تھا سنہ ۱۷۸۱ء میں ولایت سے ہندوستان میں آیا۔ کئی سال تک ملازمت کے لئے چاروں طرف پھرتا رہا۔ آخر دہلی میں زیب النسا بیگم کی سرکار میں جو عوام میں شمرو کی بیگم کے نام سے مشہور تھی۔ ملازم ہو گیا سنہ ۱۷۹۲ء میں زیب النسا بیگم نے کسی بد ظنی کے باعث جارج ٹامس کا اعزاز کم کر دیا۔ اُس سے نکی اعزاز کو ذلت و

رسوائی سمجھ کر استعفا دیدیا۔ اور ایک مرہٹہ سردار آپا کھانڈے راؤ کی جو مادھوجی سندھیا کا رشتہ دار اور علاقہ جھجر۔ دادری اور نارنول پر حکمران تھا۔ ملازمت اختیار کرلی۔ ٹامس کسی قدر انگریزی قواعد سے واقف تھا۔ اُسنے اپنا رسوخ بڑھانے کے لئے مرہٹوں کی ایک فوج جمع کی اور اُس کو قواعد بھی سکھائی۔ اس خیرخواہی اور کارگردگی کے صلہ میں اُس کو ضلع جھجر بطور جاگیر عطا ہوا۔ یہاں اُس نے ایک قلعہ بنام جارج گڈھ تعمیر کرایا۔ جو عوام میں جہاز گڈھ کے نام سے موسوم ہوا۔ یہیں سے ٹامس کا عروج شروع ہوتا ہے۔

آپا کھانڈے راؤ کے انتقال کے بعد جب اُس کا بھتیجا باون راؤ جانشین ہوا تو ٹامس نے علم بغاوت بلند کرکے خودسری اختیار کرلی۔ اور ہانسی اور حصار پر فوراً ہی قبضہ کرکے قرب وجوار کی ریاستوں پر حملے کرنے شروع کردیئے۔ ہانسی کے پرانے قلعہ کو مستحکم کرکے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور پیادوں کی آٹھ رجمنٹوں کے علاوہ ایک ہزار سوار اور پچاس توپیں بھی فراہم کرلیں ۱۷۹۷ء میں اُسے یہاں تک جرارت ہوگئی۔ کہ بڑے بڑے سکھ روسا کے پاس پیغام بھیجا کہ مرہٹوں کا جو اسوقت عین عروج پر تھے۔ مقابلہ کرکے شمالی ہند کو فتح کرنے میں تم میرے شریک ہوجاؤ۔ مگر سکھ روسا چونکہ اس کی طرف سے بدظن تھے اور اُسکو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ اور نیز اس خیال سے بھی کہ اُس کو مدد دینا اپنی خودمختاری کو ہاتھ سے دینا اور اُس کو طاقت بالا تسلیم کرنا ہے۔ اُنہوں نے انکار کردیا۔ ٹامس جب سکھوں کی طرف سے مایوس ہوگیا۔ تو اُس نے اُن کو مطیع کرنے کی غرض سے ۱۷۹۸ء میں جبکہ سکھ روسا شاہ زمان درانی کابلی کے مقابلے کیلئے لاہور میں جمع تھے۔ جیند کا محاصرہ کرلیا۔

یہ خوفناک خبر سُنتے ہی روسائے پھلکیاں (پٹیالہ۔ نابھ۔ جیند) فوراً واپس آئے اور مل ملا کر بقول بعض چالیس ہزار اور بقول سر لیپل گریفن پچیس ہزار فوج جمع کرلی۔ گو سکھ اکثر حملوں میں مغلوب ہوتے رہے۔ مگر ٹامس نے دشمنوں کی کثرت دیکھکر محاصرہ اٹھا لیا اور قصبہ مہم کو چلا گیا۔ مگر ٹامس کی یہ فراری دراصل ایک چال تھی۔ چنانچہ رات کو اُس نے دو ہزار آدمیوں کی جمعیت سے مقام نارنوند میں جو جیند کے متصل بارہ میل کے فاصلہ پر تھا سکھوں کے لشکر پر شبخون مارا۔ سکھ نہ صرف غافل تھے۔ بلکہ فتح کی خوشی

میں شراب پی کر بدمست ہو چکے تھے۔ جس کا جس طرف منھ اٹھا۔ بھاگ گیا۔ بہت سے آدمی قتل ہوئے۔ اور اسباب بھی بے حساب ضایع ہوا اس ناگہانی شکست کے بعد رؤسائے پھولکیان نے ٹامس سے مصالحت باہمی کی سلسلہ جنبانی شروع کی۔ جسے ٹامس نے بھی بدیں خیال کہ مرہٹوں سے جب کبھی لڑائی ہوگی تو اِنہیں رؤسا سے مدد ملیگی۔ نہایت خوشی سے منظور کرلیا ٹامس کے پاس اب فوج کثرت سے ہو گئی تھی۔ چونکہ کوئی خاص خزانہ پاس نہیں تھا۔ اس لئے قرب وجوار کی ریاستوں پر لوٹ مار کرکے کام نکالتا تھا۔ مگر رؤسائے پھولکیان سے صلح ودوستی کرلینے کے باعث اب لوٹ مار بھی نہیں ہوسکتی تھی۔ اسلئے یہ صلح مدت تک قایم نہ رہ سکی۔ آخر ۱۷۹۹ء میں ٹامس نے سکھوں پر پھر حملہ کیا۔ رؤسائے پھولکیان نے بھی معہ والئی ریاست کیتھل پتھر کا جواب پتھر سے دیا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں سکھوں نے ہمت ہاردی ٹامس نے دلیر ہوکر اور شمال کی طرف کوچ کرکے بھوانی گڑھ کو جا لوٹا۔ یہاں سے فارغ ہوکر دیہات کو لوٹتا اور ملک کو برباد کرتا سنام (پٹیالہ) کی طرف چلا گیا۔ قصبہ نارنگوال کے قریب ریاست جیند کی سپاہ نے ٹامس کو گھیرلیا۔ طرفین کے بہت سے آدمی ضایع ہوئے۔ ٹامس نے اس موقع سے فایدہ اُٹھانے کیلئے لڑائی سے ہاتھ اٹھالیا۔ اور پھولکیان کے لشکر میں صلح کے پیغام بھیجنے شروع کئے۔ مگر دو چار دن کے بعد سلسلہ پیغام وسلام کو منقطع کرکے خود بخود کہیں چلا گیا۔ اور پٹیالہ کے علاقہ کو لوٹتا ہوا کیتھل میں جا داخل ہوا۔ والئی کیتھل (بھائی لال سنگھ) اس "آندھی اور طوفان" کے آنے سے نہایت سراسیمہ ہوا۔ اُس نے والئی جیند (راجہ بھاگ سنگھ) کی امداد سے ٹامس کا بہتیر پیچھا کیا مگر وہ اُن کے ہاتھ نہ آیا اور بہت سے دیہات لوٹتا اور تباہ کرتا سفیدون (جیند) کے قلعہ پر حملہ آور ہوا۔ جس کو اُس نے باوجود راجہ جیند کے پہنچ جانے کے اپنے تصرف میں کرلیا تھا۔

قلعہ چونکہ پرانا اور خراب خستہ ہونے کے باعث غیر محفوظ تھا۔ اسلئے ٹامس باہر نکلکر راجہ بھاگ سنگھ سے صف آرا ہوا مگر پانسو آدمی ضایع کرا چکنے کے بعد ٹامس بکمال اضطراب علاقہ کیتھل میں بھاگ گیا۔ مختلف مقامات پر لڑتے لڑتے طرفین خصوصاً سکھ نہایت چور ہو گئے تھے۔ فصلیں تباہ اور دیہات ویران ہو رہے تھے۔ اور سب سے زیادہ مصیبت

یہ بھی۔ کہ دشمن ایک جگہ قیام نہیں کرتا تھا۔ اور اُسکی فوج بھی ایسی قواعد دان تھی کہ دو چند
سہ چند سپاہ کے ساتھ بھی اُس پر حملہ کرتے ہوئے دل کو بے اطمینانی سی رہتی تھی ان
وجوہات سے سکھوں نے مجبور ہو کر ٹامس سے صلح کر لی اور ٹامس نے بھی اب آرام
کرنا مناسب خیال کیا۔

مگر سکھ رؤسا چونکہ اُس کی طرف سے ہر وقت بدگمان اور لرزاں رہتے تھے۔ اس
لئے انہوں نے جنرل پیرون سپہ سالار مرہٹہ کے پاس بمقام دہلی اپنے معتمد بھیجے۔ مرہٹوں
کو چونکہ ٹامس سے ایک خطرہ پیدا ہو گیا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر اسکی طاقت جلدی نہ
زایل کی گئی تو ہمیں بہت بڑا نقصان پہنچیگا۔ اسلئے اُن کا جرنیل سفیروں سے بڑی خاطرداری
کے ساتھ پیش آیا۔ اور اپنے نایب لوئیس بورکوئین کے ماتحت ایک سپاہ بشمول فوج سکھاں
جارج ٹامس سے مقابلہ کرنے کیلئے بھیج دی۔ سکھوں اور مرہٹوں کی فوجوں نے ٹامس کے
دارالسلطنت پر حملہ کر دیا۔ مگر اس جنگ میں مرہٹے اور سکھ اس کثرت سے مارے گئے۔ کہ
اگر جنرل پیرون اور کمک نہ بھیجتا۔ تو معاملہ بالکل بگڑ گیا تھا۔ مگر کمک پہنچتے ہی بورکوئین
نے اس تندہی سے مقابلہ کیا کہ ٹامس کو جان بچانے کے لئے ہانسی کی طرف بھاگنا پڑا۔
مگر وہ وہاں بھی قابو آگیا۔ اور ہر چند اُس نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ مگر مجبور ہو کر اطاعت
قبول کر لی اور اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کو چھوڑ کر علاقہ انگریزی میں چلا گیا۔ جس سے
ریاست ہائے اپیروے سلج کو ہمیشہ کیلئے نجات مل گئی۔ اس واقعہ کے ایک سال بعد جارج
ٹامس کا انتقال ہو گیا۔

ابوظفر

کشمیری کانفرنس ۲۶ جنوری سنہ رواں کی ایک خاص میٹنگ میں اراکین انجمن
کشمیری مسلمانان لاہور نے بالاتفاق اس امر کا فیصلہ کر دیا ہے کہ انجمن حمایت اسلام
کے سالانہ جلسہ (۱۴-۱۵-۱۶ اپریل) کے ساتھ کشمیری کانفرنس بھی
ضرور منعقد ہو۔ مارچ کے میگزین میں مفصل پروگرام درج ہوگا۔

باشندگان کشمیر اور انکی ترقی

ریاست جموں و کشمیر کے عوام ملت و اقوام کے لوگوں کی ترقی و عروج کے وسائل اگرچہ ریاست عالیہ کی طرف سے بہم پہونچائے ہی جارہے ہیں - اور اس میں کلام نہیں کہ اب مخلوق کشمیر بہت کچھ اہل تمدن و عروج ہو نکلی ہے - تاہم بمقابلہ دیگر ممالک و اقوام کے اگر ان کی مجموعی حالت کو جانچا جائے تو کوسوں کی تفاوت سے یہی روشن ہوگا کہ باشندگان کشمیر کو ابھی بہت کچھ ضروریات زمانہ سے فراہم کرنا چاہیئے - اور ان میں ابھی وہ قومی یا ملکی پاک روح پھونکی نہیں گئی - جس کی نفاخی طاقت سے بحالت بیداری کشمیر کے ہر اقوام کے ہر فرقہ و ملت کے آدمی خود بخود معاسج ترقی کے خواہان یا سمجھنے والے یا مشتاق کہلانے کے اہل سمجھے جائیں - یہ بیچارے کبھی اپنی چار دیواری سے باہر نکلتے ہی نہیں - بجز معمولی مزدوریوں کے اعلےٰ دستکاریوں اور حرفتوں کی جانب راغب ہونے کو یہ لوگ تقدیر و توکل کی آڑ میں ٹال دیتے ہیں - مروجہ تعلیم کا اشتیاق - تہذیب زمانہ سے پیار - ہوائے زمانہ کی شناخت کم ہمت باندھنے کا ملکہ ان میں نابود ہو چکا ہے - حکومت کی جانب سے اگرچہ ان کو اہل تہذیب یا صاحب علوم بنانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا جاتا - ہر طرح سے لاکھوں سہولتیں - بیسیوں تجویزیں انکے فوائد سے وابستہ پاس ہوتی رہتی ہیں - لیکن ان کی قسمت کی باگ بیشک ان لوگوں کے ہاتھوں تک ہی محدود ہے جن کی ذات خاص سے یہ لوگ کچھ مذہبی تعلق رکھتے ہیں - اور وہ لوگ زمانہ حال کے طرز و طریق بانشست و رفتار سے غالباً بہت کچھ لاعلمی اور غلط فہمی رکھتے ہیں - ان کے پاس ان وقتوں کے دلائل اور وسائل ہیں جبکہ اس زمانہ کے دیگر ہمعصر لوگ ایسے نہیں تھے - یعنی اگر اگلے زمانہ میں صرف ایک عالم علم دینی سے ملبوس ہو کر قضات کے منصب پر بٹھایا جاتا تھا تو وہ اپنی استعداد کے مطابق نظم و نسق جہانداری میں سب کچھ کر سکتا تھا - اور اسکے علم کے مطابق دنیا میں پورا پورا رواج تھا - برخلاف اسکے اس منصب پر آجکل ممتاز ہونیوالے کو کم سے کم سید علی امام و امیر علی صاحبان

بالمقابلہم جتنی فضیلت اور علمیت کی ضرورت ہے۔ اس لئے واجب ہوا کہ علوم مروجہ کو ضرور حاصل کیا جائے۔ تاکہ آنے والے زمانہ کے رواج سے پوری پوری علمیت سے خوش زندگی بسر ہو نام نہاد پیرو علماء جنکو علمیت سے بہت کچھ لاعلمی ہے ہم لوگوں کی ترقی کے مانع بہت کچھ ہو رہے ہیں۔ اسلئے کہ ہمکو اگرچہ اپنا پاک مذہب اسلام سکھاتا ہے کہ علماء اور پیروں کے احکام کی پیروی کرو اسلئے کہ وہ لوگ خیر و شر سے واقف ہیں اور احکام الٰہی کی پوری پوری علمیت و واقفیت رکھنے والے گردانے گئے ہیں۔ اُن کے وساطت سے تہذیب و شائستگی اور علم زمانہ میں پھیل سکتا ہے مگر اس میں جوں جوں زمانہ بدلتا گیا۔ ویسے ہی علمائے اکرام و پیران عظام بھی ہمکو چھوڑتے گئے۔ علماء کی فضیلت کی علماء اور پیری کے مدارج کے پیر جو ہر طرح سارے علوم سے بہرہ ور ہوں اس زمانہ میں بہت ہی تھوڑے ہیں جسکی وجہ سے ہم لوگ نیم ملاؤں کی تقلید میں زمانہ حال کی برکتوں سے محروم ہوتے جارہے ہیں پس ہمارے افلاس و ادبار کا ظاہر سبب یہی لوگ ہیں۔

باشندگان کشمیر کی ترقی کے لئے صرف یہ کوشش بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگی۔ اگر گورنمنٹ وظائف کے ذریعے علماؤں اور پیر صاحبوں کی اولادوں کو بڑے بڑے کالجوں میں بھیجکر تعلیم اعلےٰ دلوائے اور انہیں زمانہ حال سے باخبر بنائے۔ پھر ضرور ممکن ہے کہ وہ لوگ واپسی پر اپنے خیالات اپنے پیروں اور مقتدیوں پر ظاہر کریں۔ اور اس طریقہ سے آئندہ قوموں کی ہونہار نسلیں ضرور تکنتب کے تاریک گڑھے سے نکل کر شاہراہ ترقی پر چلنا سیکھ سکینگی۔

نام کے علماء اور خود غرض پیر ضرور اپنے مقتدیوں اور معتقدوں کو تعلیم انگریزی اور اسکولوں کے پڑھنے سے روکتے ہیں۔ جب کوئی فرد بشر خواب جہالت سے ذرہ کروٹ بدل کر ہوش کے عالم میں تجارت و حرفت کی طرف مائل پایا جاتا ہے تو اُسے یہ لوگ کئی حیلوں سے منع کرتے ہیں۔ اور یہ ان لوگوں کی بے علمی کی دلیل ہے۔ ورنہ کوئی مذہب کسی تعلیم سے روکتا نہیں۔ تجارت۔ حرفت وغیرہ وسایل رزق کو گناہ نہیں سمجھتا۔ بلکہ ہمارے مذہب اسلام کے صادق مہبرِ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر تم کو اپنے

شہروں سے میسر نہ ہو - تو دوسرے ملکوں کے شہروں سے حاصل کرو" اور ظاہر ہے کہ اگر دوسرے ملکوں یا شہروں سے علم حاصل کرنا چاہا تو وہاں کے اوستاد اکثر اُسی اپنی زبان میں تعلیم دینگے - جو انکو حاصل ہے - پس اس سے کوئی گناہ نہ ہوا اگر انگریزی (مروجہ علوم) کو کسی نے پڑھ لیا - یا کالجوں اور سکولوں سے (کیونکہ یہی درس مانے گئے ہیں) علوم حاصل کیا جائے - خیر کوئی دن ہمکو ضرور دیکھنا نصیب ہوگا - کہ ہمارے ریاستی باشندے بھی علوم مروجہ کی طرف راغب پائے جائینگے - (اور یہ تحریک عموماً آج کل شروع ہے) اور اسکی فضیلتوں اور برکتوں سے مالامال نظر آئینگے - باشندگان کشمیر خصوصاً مسلمان اقوام کو (جو زیادہ تر بے علم ہیں -) چاہیے کہ وہ اپنے سرمایہ سے متعدد اسلامیہ سکول اور ننخ کے درسونکو بستیوں اور شہروں میں رواج دیکر اپنی اولادوں کو وہاں پڑھائیں - اس طریق سے حکومت وقت کو بھی بہت کچھ سہارا ہو جاتا ہے - اس ناصح دیرینہ کی آرزوں کا بھی تب ہی خاتمہ ہوگا - جبکہ اہالیان کشمیر اور معزز رؤسائے عظام ریاست کشمیر اپنی قومیت کے احساس کو خود محسوس کرنے لگینگے - خداوند کریم وہ دن جلد قریب لائے - آمین

راقم محمد زین العابدین قادری ساکن ساہنی قلمرو جموں و کشمیر

ہندوستان کا مال ولائیت میں

(کشمیر پنجاب اور دیگر ہندوستانی ممالک کے تجارت پیشہ احباب اس مضمون کو ضرور پڑھیں)

جناب ایڈیٹر صاحب ! تسلیم

میں ڈھاکہ میں کچھ عرصہ ٹھہر کر انگلستان کو روانہ ہوگیا - اور اب چند دنوں سے خاص لنڈن میں مقیم ہوں - بادشاہ ملک معظم کی تاج پوشی کی تیاریاں دھوم دہام سے ہو رہی ہیں اندنوں ایک خاص نمائش بھی نہایت عظیم پیمانے پر ہونے والی ہے یہاں کے سوداگر ابھی سے مال و اسباب کی تیاریوں میں مصروف ہیں - ہندوستان کے بھی بیشمار رئیس یہاں جمع ہونگے - لاکھوں اور کروڑوں کا سامان اُس دن لنڈن کے بازاروں میں فروخت ہو جائیگا - مگر افسوس ہندوستان والونکو کوئی خبر نہیں ہے - وہ اگر توجہ اور کوشش کریں - تو اپنا سامان اور ہندوستانی ساخت کا نفیس اور خوبصورت مال یہاں بھیجکر

بہت بڑا منفع حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے کشمیر کا مال خوبصورتی اور باریکی و محنت میں ولایت والوں سے کم نہیں ہے، اگر وہ یہاں پونچ جائے تو غالب توقع ہے کہ علاوہ ملک کی شہرت وعزت کے فایدہ بھی معقول حاصل ہو۔

اگر لاہو کی کشمیری انجمن مسئلہ تجارت کو فروغ دیتی اور اسوقت کشمیر سے ہر قسم کے مال منگوانے کا انتظام کرتی تو بیش بہا فایدہ اٹھاتی لیکن ہماری بدبختی سے ہماری تعلیم یافتہ پارٹی ہی جن سے ہماری امیدیں وابستہ تھیں۔ ہماری اغراض کے مخالف معلوم ہوتی ہے۔ تو انجمن اور قوم کی بہتری کہاں کی اپنی اپنی غرضوں میں ہر ایک محو ہے۔ قوم کی متفقہ غرض میں وقت دینے کو ناگوار سمجھا جاتا ہے۔

برادران لاہور معاف فرمائیں جوش قومی سے چند کلمات زبان سے نکل گئے ہیں۔ میں اسوقت لنڈن میں بیٹھا ہوا ہوں۔ لیکن خیال کشمیری انجمن اور کشمیری میگزین کی طرف ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو کامیاب کرے اور قومی بھائیوں کو اتفاق کی توفیق دے۔ برادری کے چند ایک حضرات نے مجھ سے اس امر کی خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ وہ نمایش میں اپنا مال رکھنے کے لئے لنڈن میں ارسال کرنا چاہتے ہیں۔ اور چونکہ محکمہ ڈاک گیارہ پونڈ سے زیادہ وزنی پارسل لنڈن کے لئے ہندوستان میں نہیں لیتا اسلئے ایسے وزنی پارسلوں کو لنڈن میں لینے کیلئے کوئی سستا بندوبست کرنا چاہیے۔ مال زیادہ وزنی کے لئے میں نے اُن کی خواہش کے مطابق مسرز ٹامس کک اینڈ سنز بمبئی سے ہلکی شرح پر انتظام کیا ہے چنانچہ ۶ر جنوری کو اُن کی چٹھی مجھے مل گئی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے تمام پارسلوں پر جو نمایش کے متعلق لنڈن روانہ ہونے کے لئے موصول ہونگے۔ بہت کم محصول چارج کیا جائیگا۔ مگر سب سے بہتر طریق یہ ہے کہ مختلف پارسل چند بڑے بڑے صندوقوں میں بند کر کے روانہ کرنے چاہئیں کیونکہ عموماً وزن کی بجائے پارسلوں کی لمبائی چوڑائی پر محصول چارج کیا جاتا ہے۔ ایسے تمام پارسل بذریعہ ریل

Thomas Cook & Sons. 13. Esplanade Road Bombay

کے پتہ پر آنے چاہئیں۔ نیز ہیڈ چیف آفس ٹامس کک اینڈ سنز لنڈن کی طرف سے بمبئی میں اُنکے ایجنٹ کے پاس لکھا گیا ہے کہ پارسل بہت احتیاط کے ساتھ نہایت ہلکی شرح محصول سے لنڈن میں پہنچا دیا کریں۔ مال کے ساتھ صندوقوں میں ایک بیجک بند ہونا چاہیے۔ ایک براہ راست میرے پاس بذریعہ رجسٹری آنا چاہیے۔ اور تیسرا اپنے پاس رکھنا چاہیے۔ ریلوے چالان مسرز ٹامس کک بمبئی کے پاس بذریعہ رجسٹری ارسال کرنے چاہئیں ہر ایک پارسل کے ہمراہ ایجنٹ کو ڈیکلریشن فارم بھی ارسال کرنا

ضروری ہے۔ جو مسرز ٹامس کک بمبئی سے مل سکتا ہے۔ مال کی فروخت کا بندوبست نمائش ہی میں کیا جائیگا۔ اور مال مالکوں کی مقررہ شدہ قیمت کے لحاظ سے فروخت ہوگا جو مال نمائش میں بوجہ زیادتیِ قیمت یا کسی اور وجہ سے فروخت نہ ہو سکیگا۔ وہ نمائش ختم ہونے کے بعد آہستہ آہستہ فروخت کیا جائیگا۔ نمائش میں فروخت شدہ مال کے حالات اور قیمت علاوہ خرچ کے ٹامس کک اینڈ سنز بمبئی کی معرفت ارسال کی جائیگی۔

ہر ایک چیز پر دوکان کا نام اور نمبر اور قیمت کا لکھا جانا بہت ضروری ہے اگر کوئی صاحب فروخت کی قیمت نہ لگا سکیں اور ہم کو اس جگہ قیمت لگانے کا اختیار دیں تو بیجک میں اس بات کو واضح کر دیں۔ تاکہ اسکی قیمت ہم لنڈن کے بازار کے مطابق لگا سکیں۔ اور ہم کو لکھدیں کہ اسکی اصلی قیمت اسقدر ہے اور اسپر خرچ وغیرہ ہمارا اسقدر آیا ہے۔ پنجاب اور دیگر صوبجات ہند کے اگر تمام دیسی اخبارات لنڈن کی نمائش میں ہندوستانی مال کی روانگی کا اعلان کر دینگے تو یقینی ملک بہت فائدہ حاصل کریگی۔ جو صاحب بذریعہ ٹامس کک مال روانہ نہ کرنا چاہیں وہ ڈاک کے ذریعہ بھیج سکتے ہیں۔ لیکن اُن کو اپنے خط میں اس بات کا حوالہ ضرور دینا چاہیئے کہ مال بذریعہ ڈاک بھیجا گیا ہے۔ بیجک اس نمونہ کا ہونا چاہیئے۔ دوکان اور شہر کا پورا نام

نمبر شمار	ہر ایک چیز کا نام و پوری شناخت وغیرہ	قیمت قابل فروخت			کیفیت
جو مال بھیجا جاوے نمبر [illegible]		پائی	آنہ	روپیہ	

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے جس چیز کی قیمت فروخت کی نہ لگائی جا سکے وہاں قیمت کا خانہ خالی چھوڑ دینا چاہیئے اسکی خرید کی اصل قیمت کیفیت کے خانہ میں لکھنی چاہیئے۔ اور یہ بھی تحریر ہونا چاہیئے (خواہ بیجک میں خانہ کیفیت میں) کہ اسکی قیمت لنڈن میں سوچ سمجھکر لگائی جاوے۔ زیادہ وزنی مال کی روانگی کیلئے مسرز ٹامس کک بمبئی کا رعایتی ٹکٹ میں آپکے پاس بھیج سکتا ہوں۔ یا مال بھیجنے والے دوکاندار براہ راست مجھسے طلب کر سکتے ہیں۔ بیجک ضرور تین قسم کے ہونے چاہئیں ایک ٹامس کک کے نام ایک مال کے اندر صندوق یا پارسل میں بند ہو اور ایک براہ راست ہمارے نام رجسٹری ہو تاکہ مال لیتے وقت بیجک سے مقابلہ کر لیا جائے یاد رہے کہ گیارہ پونڈ پارسل بذریعہ ڈاکخانہ براستہ جبرالٹر علاوہ ہندوستان سے لنڈن میں آ سکتا ہے دوکانداروں کو دوکان کا اور اپنا نام مفصل پتہ ضرور لکھنا چاہیئے تاکہ ایک دوکان کا مال دوسری دوکان سے نہ ملجائے جو حضرات مال کو جسقدر جلد روانہ کرینگے اسیقدر ہم آسانی سے مال کو پورا کر سکینگے اور اسکی فروخت کیلئے نمائش میں مناسب جگہ کا انتظام کر سکینگے زیادہ قیمتی چیزوں کے پوسٹل پارسلوں کو بیمہ کرنا چاہیئے اور جو قیمتی پارسل معرفت ٹامس کک بمبئی بھیجے جائیں اُن پارسلوں اور انکے insurance بھی انکو پہلے محفوظ

[illegible] موٹے حرفوں میں لکھنا چاہیئے ہر قسم کے پوسٹل یا دوسرے پارسلوں پر مندرجہ ذیل پتہ لکھنا چاہیئے

Messrs S. Ahmad & [illegible] Hashmi Orient House

C/o Messrs Thomas Cook & Sons Ludgate Circus London. E.C. [illegible] لندن -

چند غلط خیالات کی تردید

کشمیری میگزین میں ایک مضمون کسی صاحب نے چھپوایا ہے اسمیں چند باتیں میرے نزدیک اصلاح طلب ہیں

(اول) طلاق صرف بدچلنی ہی کی حالت میں جایز ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ اسلام نے اس امر کو میاں بیوی کے باہمی تعلقات پر چھوڑ دیا ہے۔ ہاں طریق صلح بتایا ہے جو ان الفاظ میں ہے۔ کہ فابعثوا حکماً من اھلہٖ وحکماً من اھلھا یعنی ایک پنچ شوہر کے کنبہ میں سے اور ایک عورت کے کنبہ میں سے مقرر کرو اگر وہ اصلاح کے طالب ہونگے۔ انمیں اللہ موافقت کر دیگا۔

صرف بدچلنی سے طلاق کا جایز ہونا شریعت اسلام میں نہیں ہے پھر قرآن شریف میں یہ بھی ہے وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسٰے ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً۔ یعنی ان سے نیکی کے ساتھ معاشرت کرو اگر تمہیں کچھ ناپسندی ہو تو یاد رہے کہ ممکن ہے جسے تم ناپسند کرتے ہو اللہ اسمیں بہت بھلائیاں ڈال دے باوجود ان ہدایات پر عمل کرنے کے میاں بیوی میں پھر بھی نہ بنے اور اس نہ بننے کی تفصیل کو میاں بی بی پر چھوڑ دیا ہے تو طلاق کی اجازت ہے دیکھو زید نے اپنی بی بی زینب کو طلاق دی تو کیا اسکی وجہ بدچلنی تھی۔ یا ایسے ہی اور طلاقیں خیر القرون میں ہوئیں تو وہ بدچلنی کی وجہ سے دی جایا کرتی تھیں ہرگز نہیں

یہ بھی غلط ہے کہ مہر صرف اسواسطے ہوتا ہے کہ بعد از طلاق عدت کے تین مہینے کیلئے کافی ہو کیونکہ طلاق کوئی ضروری امر نہیں اور نہ اس کا پیش آنا کوئی لابد ہے کہ اس کے لئے یہ انتظام ہو بلکہ یہ تو خاندانی حیثیت کو قایم رکھنے اور اس بی بی کے اعزاز کے لئے ایک رقم ہے۔

(دوم) حضرت خاتم النبیین نے اس مہر کی تعداد بتیس ۳۲ روپیہ قرار دی ہے یہ بھی غلط ہے آپ نے کوئی تعداد مقرر نہیں فرمائی۔ مضمون نگار کوئی حدیث کوئی قول نبوی یا قول امام اسکی تائید میں پیش نہیں کر سکتا۔ نہ آنحضرت صلعم نے اپنی بیٹی کا اتنا مہر مقرر کیا۔ بلکہ آپکا مہر تو ایک سو پچاس روپے تھا۔ اور ام حبیبہ زوجہ رسول کا چار ہزار درہم اور مہر کے لئے قرآن مجید میں

وآتیتم احدٰھن قنطاراً فرمایا ہے یعنی ڈھیروں ڈھیر خزانہ دو گویا کوئی حد مقرر نہیں اسے شریعت نے نکاح کرنے والے کی وسعت پر چھوڑ دیا۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ مہر کی رقم ادا کی جائے مسلمانوں میں بہت کمزوری ہے کہ وہ مہر کم ادا کرتے ہیں۔ زیور پہنانے ہیں تو اس کا مالک بھی اپنے آپکو سمجھتے ہیں۔ البتہ یہ بے انصافی کی بات ہے۔

(سوم) مذہب جن حالتوں میں ایک سے زیادہ بیویوں کی ہمیں اجازت دیتا ہے۔ وہ شرائط ہم کبھی کبھی پوری نہیں کر سکتے۔ اسکے ساتھ بھی میرا اتفاق نہیں کیونکہ شریعت اسلام میں کوئی بھی ایسا حکم نہیں جسکی تعمیل نہ ہو سکے۔ اگر کوئی ان شرطوں کو پورا کرنیوالا نہ ہو تو خود نبی کریم صلعم ایک سے زیادہ بیویاں نہ کرتے اور خلفائے راشدین کے گھروں میں زیادہ بیویاں نہ ہوتیں۔ خیر میرا یہ مقصد نہیں کہ مرد خواہ مخواہ دو تین بیویاں کر کے گھر میں فساد ڈلوائیں۔ اور اپنی اور ہماری زندگی خراب کریں۔ لیکن جب ضرورت ہو یعنی اولاد کی متعلق یا پہلی بیوی میں کوئی اور نقص ہو۔ تو پھر کوئی جرم نہیں اور جہاں تک مجھے معلوم ہے شریف بیبیاں اُنہیں بُرا نہیں جانتیں۔ بلکہ میرے سامنے کئی مثالیں ایسی موجود ہیں۔ کہ بیوی نے خود اپنے میاں سے کہا ہے کہ تم دوسری شادی کر لو؟

(چہارم) ”مدینہ عرب میں عورت بچشم خود دیکھ بھال کر کے نیک نہاد آدمی سے شادی کرنے کا اظہار اپنے والدین سے کر دیتی ہے“ اس عبارت میں مضمون نگار نے مستورات کی فطرتی شرم و حیا پر حملہ کیا ہے جس کا مجھے بہت افسوس ہے بھائی صاحب سُنو! یہ تو ضروری ہے۔ کہ نکاح لڑکے لڑکی کی رضامندی سے ہو۔ مگر دیکھ بھال جائز نہیں یہ فرض تو والدین کا ہے شریعت اسلام میں نہ مرد کو آنکھیں اوپر کرنے کا حکم ہے نہ عورت کو ہاں یہ جائز ہے کہ جب والدین یا ولی کوئی رشتہ پسند کریں۔ تو ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔ اسکے سوا وہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ باقی باتیں تو انہی پر چھوڑی گئیں ہیں۔ جو دولہا دولہن سے زیادہ تجربہ کار اور سب اونچ نیچ سمجھنے والے ہیں۔

(پنجم) ”والدین صرف روپیہ لینے کی کرتے ہیں۔ اور شاید یہ دعائیں کرتے ہونگے کہ کب لڑکی واپس آئے اور ہم کو روپیہ ملے وہ لڑکیوں کو ایک کرایہ کی گاڑی جانتے ہیں۔ یہ لڑکیونکے والدین

پر حملہ ہے جسے میں نے نہایت نفرت و افسوس کے ساتھ پڑھا کون ماں ایسی ہے۔ جو اپنی بیٹی کو اُجاڑنا چاہے۔ مائیں بچاریاں تو اپنے گھر سے بیٹیوں کو امداد دیتی رہتی ہیں۔ خواہ کتنی غریب ہوں بلکہ یہاں تک کہ ہمارے پنجاب میں تو مری ہوئی بیٹی کو کفن پہنانا بھی ماں باپ نے اپنے پر فرض کیا ہوا ہے۔ ہمیں نئی روشنی کے تعلیم یافتہ بھائیوں سے اُمید تھی کہ وہ عورتوں کے حقوق جو مردوں نے زبردستی چھین رکھے ہیں واپس دلائینگے مگر بہت افسوس کی بات ہے۔ کہ وہ اب مہر کی رقم پر بھی قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ابتدا سے ہمارے لئے مقرر چلی آتی ہے اور صرف بتیس ۳۲ روپے مقرر کرنے پر اصرار کرتی ہیں جو بعض بیبیاں خدا کے فضل سے اپنی لونڈیوں کو انعام دے سکتی ہیں

راقمہ اہلیہ اکمل از قادیان

ایڈیٹر مسئلہ حق مہر کے متعلق جو مضمون جنوری کے میگزین میں چھپا تھا اُس کی تردید میں بہت سے مضمون دفتر میں آئے ہیں جن میں سے صرف دو مضمون درج کئے جاتے ہیں۔ آئندہ یہ سلسلہ بند کیا جاتا ہے کوئی صاحب اس مضمون کے متعلق مخالف یا موافق لکھنے کی تکلیف نہ کریں۔

تکمیل محمڈن یونیورسٹی

اجلاس ڈپوٹیشن کمیٹی منعقدہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء بر مکان نواب وقار الملک بہادر۔

حاضرین! نواب وقار الملک بہادر، آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب، شیخ محمد عبد اللہ صاحب۔ پروفیسر عبد العزیز صاحب۔ میر ولایت حسین صاحب، سید عبد الباقی صاحب رجسٹرار، مولوی طفیل احمد صاحب بریلی، مولوی ادریس احمد صاحب ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب۔ اور جے ایچ ٹول اسکوائر پرنسپل۔ نواب وقار الملک بہادر کی تجویز اور آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کی تائید اور جملہ حاضرین کی اتفاق سے مسٹر ٹول جلسہ کے پریذیڈنٹ ہوئے۔ (۲) قرار پایا کہ ایک ضلع وار

ڈائرکٹری مرتب کی جاوے جسمیں کہ تمام اُن مسلمانوں کے نام درج ہوں جنکی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔
(الف) درباری (ب) خطاب یافتہ (ج) ممبر میونسپل و ڈسٹرکٹ بورڈ (س) عہدہ داران جنکی تنخواہ ۲۵ روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ ہو۔ (ص) وکیل اور ڈاکٹر اور دیگر علمی پیشہ ور اصحاب (ع) سرکاری مال گذاری اور انکم ٹکس ادا کرنیوالے ..... (۳) مذکورہ بالا ڈائرکٹری میں ہر ضلع کی اسلامیہ اسکولوں، مدارس، اور انجمنوں کی مختصر حالت درج ہونی چاہئیں۔ انجمنوں کے ممبر صاحبان و مدارس کے منتظمین و مدرسین کی فہرست بھی شامل ہونی چاہیے۔ (۴) اس ڈائرکٹری کی تیاری کیواسطے مفصلہ ذیل کتابیں فوراً منگوائی جائیں: ٹھیکر ڈائرکٹری سنہ ۱۹۱۱ء ہر صوبہ کی سول لسٹ، گولڈن بک آف انڈیا، صحیفہ زریں مطبوعہ نولکشور پریس گورنمنٹ گزٹ کے وہ نمبر جسمیں مسلمان ووٹروں کی فہرست شایع ہوئی ہے ہر ضلع کے جنگی کے رائے دہندگان کی فہرست، اور اسی قسم کی دیگر کتابیں جن سے ڈائرکٹری کی ترتیب میں مدد ملے۔ (۵) ہر قسم کی اپیلیں شایع کیجاویں۔ اول ایک صفحہ کی مختصر اپیل جسکی ایک لاکھ کاپیاں ہندوستان کی مختلف زبانوں میں طبع کراکر تقسیم کی جاویں اور دوم ایک مفصل اپیل چار صفحہ کی جسکی دس ہزار کاپیاں طبع کراکر شایع کی جاویں۔ (۶) یہ کہ سردست آٹھ ایجنٹ پنجاب و صوبہ سرحدی کے لئے، آٹھ ایجنٹ ممالک متحدہ کیلئے، دو بہار کیلئے اور دو سندھ کے لئے مقرر کئے جاویں۔ یہ ایجنٹ ترتیب ڈائرکٹری میں امداد دینے کے علاوہ سردست لوگوں کو ڈپوٹیشنوں کے خیر مقدم اور امداد کیلئے تیار کرینگے۔ (۷) موجودہ سفیران کانفرنس و سر سید میموریل فنڈ کے علاوہ جو صاحب سفارت کیخدمت انجام دینا چاہئیں گے وہ اعزازی سفیر ہونگے۔ اور ان کو واقعی مصارف سفر کے ۲۰ روپے سے ۳۵ روپیہ ماہوار تک آنریرئم دیا جائیگا۔ (۸) سفیروں کو یکم جنوری سے کام شروع کر دینا چاہیے۔ (۹) تمام ٹرسٹیان کالج، ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس، ممبران اولڈ بائز ایسوسی ایشن، اور مسلمانوں کی دیگر مقتدر جماعتوں کے ارکین سے درخواست کی جاوے کہ وہ ایک ایک ماہ کی تنخواہ یا اوسط آمدنی یونیورسٹی فنڈ کو مرحمت فرمائیں اس تجویز کی تعمیل میں مفصلہ ذیل اصحاب نے ایک ایک ماہ کی تنخواہ یا اوسط آمدنی کا تحریری وعدہ فرمایا۔ نواب وقار الملک بہادر، عزیزی مشتاق احمد مدعمرہ خلف نواب وقار الملک بہادر آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب، شیخ محمد عبد اللہ صاحب، مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر اور نفیس احمد صاحب، مولوی عبد الاحد صاحب (دوماہ کی آمدنی) اور ضیاء الدین احمد

ضیاء الدین احمد سکرٹری ڈپوٹیشن کمیٹی

ایرانی نظم میں کشمیر کے واقعات

"برادران اہل خطہ کے لئے یہ ماتم کچھ کم نہیں۔ کہ وہاں کے آپس کے فسادات اور فضول جھگڑوں نے اب یہاں تک نوبت پہنچائی کہ وعظ جیسے نیک کام کو بھی حکام نے قانونی شکنجہ میں جکڑ دیا۔ جب ہم خود نہ سدھرینگے۔ اور اپنی اصلاح آپ نہ کرینگے۔ کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ کہ ہم ترقی کریں؟ حضرت زعفر ایران کے موجودہ زمانہ میں مشہور شاعر ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں ایران کے متعلق ایک ایرانی اخبار میں اپنی ایک نظم شائع کی ہے۔ مَیں نے اس نظم میں تصرف کر کے اسے اہلیان کشمیر کے حال کے مطابق بنا لیا ہے۔ جس سے ممکن ہے کہ ہمارے حضرات اہل خطہ کچھ عبرت حاصل کریں۔ (رفیقی)

باشندگان کشمیر

کشمیریاں کہ طالب نظمیم و عدالتیم　|　از فعل زشت خویشتن اندر جہالتیم
مارا نہ شرم و نیز حیا نے دیانت است　|　گوئیم فاش ما سبب قتل و غارتیم
مارا نہ پیشہ ئ نہ کمالے نہ صنعتے است　|　بے ہیچ و پوچ صاحب ملک و تجارتیم
ما مفسدین خود غرضیم از برائے پول　|　نہ یار دوستیم نہ دلسوز ملتیم
صیت صفات ما ہمہ عالم گرفتہ بود　|　بر ہر کنارہ مورد طعن و ملامتیم

اہل خطہ سکنائی ہند

ہستیم مسلمان بجہاں کار نمی کنیم　|　کار از برائے مردم بے عار نمی کنیم
مجبور نیستم بے شوقے و حسد　|　خدمت بہ دین احمد مختار نمی کنیم
سنگ قضا چو شیشہ تسخیر ما شکست　|　رستیم و کار خلق گرفتار نمی کنیم
ما خفتگان وادی تاریک جہل را!　|　با نور علم سرخوش و بیدار نمی کنیم
شر و فساد و بغض و حسد آنچہ در خور است　|　در ایں جریدہ* یک بیک اظہار نمی کنیم

* یعنی کشمیری میگزین

خطاب بہ کشمیر

ای خاک پاک سہر چہ پر روز بر شدی　|　میدان فتنہ و غرض و شور و شر شدی
بال و پر تو علم و عمل بود و عاقبت!　|　از دست جہل طائر بے بال و پر شدی
دادی تمام صنعت خود را بباد کیں　|　ہمچوں درخت فصل خزاں بے ثمر شدی
آتش زدی بپا و سر خویش از لجاج　|　آنسان کہ پا و سر ہمہ یکساں شرر شدی
آواز اغتشاش تو پیچید در سپہر!　|　زیں قصہ گوش اہل جہان جملہ کر شدی

زعفر خموش شو کہ دل سنگ آب شد
مرغ ہوا و ماہی دریا کباب شد

عبد السلام رفیقی

دودِ آہ

بے سبب دل میں شرارِ غم کہاں رکھتا ہوں میں
آگ مثلِ سنگ سینہ میں نہاں رکھتا ہوں میں

احتراقِ قلب سے کیوں عقدۂ لب وا نہ ہو
کیا سپند آسا گرہ میں جز فغاں رکھتا ہوں میں

جلوۂ سوزِ نہاں روشن ہو شامِ غم میں
جاں گدازی کی تمنا شمع ساں رکھتا ہوں میں

نوحۂ غم کو سمجھتا ہوں نوا ہائے نغم
وہ طرب انگیز خواہش اب کہاں رکھتا ہوں میں

چشمِ جوہر بیں سے ان کو دیکھنا اے جوہری
آنسوؤں میں حاصلِ صد بحر و کاں رکھتا ہوں میں

مہرِ سوداغِ حبِ قومی زیرِ پا خارِ الم
یہ زمیں رکھتا ہوں میں وہ آسماں رکھتا ہوں میں

بیکسی میں کون مونس کون ہمدم ہے مرا!
اک دلِ درد آشنا پہلو میں ہاں رکھتا ہوں میں

المدد اے ہمتِ موجِ ہوائے عافیت
بحرِ غم میں کشتیٔ عمرِ رواں رکھتا ہوں میں

وہ سماں وہ سین وہ منظر نظر آجائے پھر
یہ توقع تجھ سے دورِ آسماں رکھتا ہوں میں

جابجا ہمیں تمناؤں کا رہتا ہے ہجوم!
دل نہیں پہلو میں چھوٹا سا جہاں رکھتا ہوں میں

جو سنوں (دو پیسے) نہ اوروں کو سناؤں کس طرح
کان رکھتا ہوں تو منہ میں بھی زباں رکھتا ہوں میں

دیدۂ انجم سے کہتے ہیں اشارے چرخ کے!
رنگِ نو گردش میں مضمر سرِ زماں رکھتا ہوں میں

ہاں نکل جانے دے منزل تک مجھے اے سنگِ راہ
ساتھ اپنے ایک قومِ ناتواں رکھتا ہوں میں

دیکھ لینگی پھر اسی جلوے کو آنکھیں ہمنشیں
کیا تیقن ہے مرا کیسا گماں رکھتا ہوں میں

از شبِ تاریک برکش چہرۂ نور وزرا
بازمے بینم الٰہی طالعِ فیروز را

پڑھ کے افسوں کس نے اپنی قوم پر دم کر دیا!
آہ کس نے محفلِ عشرت کو برہم کر دیا!

مٹ گئی ہے دہر سے کیوں روشنی ایثار کی
کس نے یارب گل چراغِ گورِ حاتم کر دیا

کیوں گوارا اب نصیحت قوم کو ہوتی نہیں
آہ کس موذی نے اس تریاق کو سم کر دیا

کیوں الٰہی ہم سے بدلی ہے زمانے نے نگاہ
کس لیے یوں الفتِ دیرینہ کو کم کر دیا

اب کہاں وہ لوگ حالِ بد سنا دشمن کا گر
اشکِ غم سے آنکھ کو آلودۂ نم کر دیا

اب کہاں وہ کیمیائے دیدۂ اہلِ نظر
خاک کو چاہا اگر اکسیرِ اعظم کر دیا!!!

اس سے بڑھکر اور کیا ہو تیرہ بختی کا اثر
صبحِ روزِ عید کو شامِ محرم کر دیا

کیا زمانہ تھا صدائے مصلحانِ قوم کو
سن لیا جس نے سرِ تسلیم کو خم کر دیا

آہ بے انصافیٔ دوراں سے نالاں کیوں نہ ہو
جو موخر تھے غضب ان کو مقدم کر دیا

ناز تھا اپنے ترانوں پر جسے اے عندلیب
دودِ آہِ دل نے کیسے ناک میں دم کر دیا

از لبِ غنچہ چہ پرسی گل چرا دامن درید
ایں شکایت از دلِ درد آشنا باید شنید

شمس مینائی

قومی زندگی

پھر مرے دل سے اُٹھا سوزِ محبت کا شرار   آتشِ خاموش دل میں لب پہ آہِ شعلہ بار
پھر سرِ وحشی میں اٹھا جوشِ سودائے جنوں   پھر ہے دامن ٹکڑے ٹکڑے پھر گریباں تار تار
پھر مری وحشت کے چرچے ہو رہے ہیں چار سو   پھر مری دیوانگی کے چھپ گئے ہیں اشتہار
پھر مری آنکھوں سے جاری ہو گیا سیلابِ خون   دل ہوا تالابِ خون اور چشم چشمہ سار
شکوۂ یاراں سے ہیں پھر لب شکایت آشنا   پھر زباں پر آ رہا ہے نالۂ بے اختیار
قلبِ مضطر کو کسی کل پھر نہیں آتا ہے چین   پھر ہوا دل مضطرب اور پھر جگر ہے بے قرار
ہائے اے قوم تغافل کیش تیری غفلتیں   حبِ اسلام اُٹھ گئی اور کھو دیا قومی وقار
اب گئے وہ دن کہ جب اس قوم کے افراد میں   عیب بھی کچھ تھے پر اکثر تھے محاسن آشکار
داغ لالے میں ہے جیسے اور قمر میں جھائیاں   شاخِ گلبن پر کہ جیسے پھول ہو ہمراہِ خار
اب تو ہے بگڑا ہوا آوے کا آوا ہی مگر   کس کو دیجئے نقدِ دل اور کس پہ کیجئے اعتبار
آہ ایسی قوم کا اللہ یاور ہو تو ہو   ہوں زیادہ جو رحیمیں اور ہوں کم مالدار
وہ اُچکے جنکی مالِ مفت پر ہر دم نظر   سنگدل ایسے کہ جو دیں ڈوبنے کو لات مار

پیشوائے قوم محوِ حبِ مال و جاہ ہیں
رہ نما ایسے کہ جو خود راہ سے گمراہ ہیں

کہتے ہیں محشر میں ہوگا نفسا نفسی کا سماں   باپ سے بیٹا الگ ہوگی جدا بیٹی سے ماں
دوست اور یاور نہ ہوگا کوئی اللہ کے سوا   اپنے بیگانے بنیں گے اور دشمن مہرباں
جسکو پوچھو اپنی حالت میں گرفتارِ بلا ص   جسکو پوچھو ماسوا سے بے خبر ہوگا وہاں
غور سے دیکھی جو میں نے حالت اپنی قوم کی   پھر گیا آنکھوں میں میدانِ قیامت کا سماں ص
مر رہے ہیں پیٹ کے ہاتھوں کہ خالی پیٹ ہیں   پیستی ہے جیسے دانہ آسیائے آسماں!
اور ستم یہ ہے کہ جو ہیں اتفاقاً مالدار   صورت خور وہ نہیں دیتے کسیکو نیم ناں
جو کبھی دیتے ہیں وہ دیتے ہیں غیروں کے تئیں   پرورش کا تا کر اپنوں کی نہ ہو انپر گماں
ہیں مسلماں اک پریشاں جاہل و مغرور قوم   اسپہ ہیں تاراجِ اغیار اور ہیں محتاجِ ناں
ہے یہی حالت تو رہنا ہند میں ہوگا محال   ہیں یہ اس جنت نشاں میں چند روزہ میہماں
خود پسندی و جہالت اور نمائش نے کوئی   انکار کیا ہوگا دنیا مین مشکل تھا بیاں
ہمنے یہ مانا کہ ہیں یہ لوگ سرتا پا عیوب   ترکِ احساں بھی نہیں شرطِ کرم اے دوستاں

گرچہ دیوانِ عمل میں جائینگے نامہ سیاہ
آبِ رحمت سے مگر دُھل جائینگے سبکے گناہ

صادق از کشمیر سری نگر

ص اپنی اپنی دُھن میں ہونگے الغرض محشر میں سب - ہر گدا و شاہ ۔ ہر پیر و جوان خورد و کلاں

کشمیری کلب

توسیع اشاعت میگزین:۔ ۱۰ ار جنوری سے آخر جنوری تک مندرجہ ذیل کرمفرماؤں نے میگزین کے جدید خریدار بنائے ہیں۔ نیازمند اپنے سب معاونین کرام کا تہ دل سے شکرگذار ہے جن حضرات نے ابھی اشاعت کی طرف توجہ نہیں فرمائی اُمید ہے کہ وہ اپنے خادم کی حوصلہ افزائی فرمائینگے۔ شیخ خان محمد صاحب ڈپٹی پوسٹماسٹر شملہ چار۔ چودہری امام الدین صاحب بٹ منصرم سانبہ ایک۔ خواجہ عبدالرحمان صاحب ڈارمیڈ کلرک ایبٹ آباد ایک۔ منشی نظام الدین صاحب بزاز گوجرانوالہ ایک۔ منشی عظمت اللہ خاں صاحب کلکتہ ایک۔ منشی شرف الدین صاحب میر منشی جالندھر ایک۔ منشی غلام محی الدین صاحب مانتو شملہ ایک۔ بابو عطا محمد صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر گوجرانوالہ پانچ۔ منشی محمد یوسف علی صاحب دربش ایک۔ مولوی عتیق اللہ صاحب سکرٹری انجمن نصرۃ الاسلام کشمیر ایک۔ منشی عبدالاحد صاحب نقل نویس رام پور راجوری ایک۔ شیخ شرف الدین اینڈ سنز دار جیلنگ ایک۔ منشی سراج الدین صاحب کیپ مرچنٹ لاہور ایک۔ ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب اسٹنٹ سرجن ایک۔ منشی حسن دین صاحب بی اے لاہور ایک۔ ملک بہادر صاحب ٹھیکہ دار لاہور ایک۔ ان کے علاوہ پانچ حضرات نے براہ راست خریداری قبول فرمائی ہے۔

میگزین کے ایک پرجوش معاون۔ ناچیز ایڈیٹر کو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ میگزین کے خریداروں میں بعض ایسے پرجوش اور قومی دردمند ہیں کہ وہ سفر و حضر اور رنج و راحت غرض کسی حالت میں میگزین کی توسیع اشاعت سے غافل نہیں رہتے۔ اور ہرچند ان کی تعداد بہت کم بلکہ برائے نام ہے لیکن جسقدر بھی ہے اُس کے شکریہ احسان سے گردن تسلیم خم ہے ایسے ہی پرجوش معاونوں اور سرگرم عنایت فرماؤں میں جناب شیخ خان محمد صاحب ڈپٹی پوسٹماسٹر شملہ کا وجود گرامی ہزار تحسین و آفرین کے قابل ہے جنہوں نے نہ صرف قیام لاہور ہی کے زمانہ میں خریدار دیئے۔ بلکہ سالگذشتہ میں شملہ سے بھی پانچ چھ خریدار عنایت فرمائے اور اب ماہ جنوری میں بھی ایک عجیب ہمدردانہ طریق سے میگزین کو چار خریداروں کی قیمت بھجوائی ہے۔ چنانچہ اُن کے طویل خط میں سے دو پیرے گراف یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔ (۱) مجھے اس امر کے جتلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ نے جو قومی کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ میں اس کی دل سے قدر کرتا ہوں اور جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے میں اس کوشش میں ہر وقت لگا رہتا ہوں آپ کے کچھ ہاتھ بٹائی کی جائے کیونکہ میں اسے اپنا فرض سمجھتا ہوں کسی پر احسان نہیں۔ اور جب کسی رسالہ کے ذریعہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھائی نے درم یا قلم سے ہی آپکی حوصلہ افزائی کی ہے۔ تو دل کو نہایت مسرت حاصل ہوتی ہے۔ یہ ایک قومی کام ہے اور متفقہ کوشش کا محتاج ہے۔ ہر فرد قوم کا فرض ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اس کام میں پورا حصہ لے جو قومیں ترقی کر چکی ہیں وہ اسی زینہ سے معراج اقبال تک پونچی ہیں۔ اور آیندہ کے لئے بھی یہی مسلمہ راستہ ہے۔ جو قوم اس راستہ سے ہٹیگی وہ ذلت کے گڑھے میں گریگی۔ کاش ہمارے سب بھائی اس قومی ضرورت کی اہمیت کو پورا پورا محسوس کریں۔ اور اسمیں اتحاد

اور اتفاق قایم کریں۔ اس حالت میں نہ صرف آپکی شکایت مالی حالت کی جو بالکل بجا ہے۔ رفع ہو جائے۔ بلکہ کئی قومی رسالوں کی سرپرستی بطور احسن ہو سکے خدا کرے یہ دن ہمیں جلدی نصیب ہو آمین (۲) ماہ ستمبر میں ایک بیرادوست اہل خطۂ بہائی یہاں اپیل کرنے کے لئے آیا تھا۔ اسکی اپیل میں نے لکھی اور بہت سی اور کوشش کرکے اس کی کامیابی کرادی اس نے مجھے آٹھ روپیہ کسی اور خرچ کے واسطے دیئے تھے۔ جو خرچ کرنیکا موقعہ نہ ہوا۔ وہ میرے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے اس شخص سے لکھکر اجازت منگوائی ہے۔ کہ قومی کام کے لئے جس طرح میں چاہوں اس رقم کو خرچ کروں۔ اس لئے یکم فروری کو میں آپ کے پاس یہ رقم معہ دیگر رقم قیمت تواریخ وصول اشتہ بھیجکر لکھونگا کہ اس کو کیا کرنا چاہئے۔ میرا خیال ہے۔ کہ راولپنڈی میں دو صاحبوں کے نام کشمیری میگزین جاری کرادوں اور دو نادہند خریداروں کا نام آپ لکھیں جو ذات کے بٹ ہوں اوسکے عوض باقی کے چار روپیہ آپ مجرا لے لیں۔

میونسپل کمشنری کی مبارکباد - خوشی کا مقام ہے کہ اب مسلمانوں میں کہیں کہیں باہمی اتفاق سے کام کرنے کی مثالیں دیکھنے سننے میں آتی ہیں۔ چنانچہ گوجرانوالہ میں ۲۰ جنوری کو میونسپل کمشنروں کا الکشن ہونے والا ہے۔ چار جگہیں خالی تھیں۔ اور سات امیدوار چار ہندو اور تین مسلمان ہندوں نے اتفاق کرکے اپنی دو درخواستیں واپس لے لیں اور مسلمانوں میں سے بھی باہمی اتفاق سے ایک درخواست واپس ہوئی اور باقیماندہ چار اصحاب کی میونسپل کمشنری کی رپورٹ ہوئی ہم اہل خطہ کو سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ ان دو مسلمانوں میں ایک ماسٹر محمد الدین صاحب انگلش ماسٹر مشن سکول گوجرانوالہ ہیں انکے میونسپل کمشنر ہوجانے سے گوجرانوالہ میونسپل کمیٹی میں اہل خطہ میں سے تین صاحب میونسپل کمشنر ہوگئے ہیں یعنی چودھری محمد سلطان صاحب ٹھیکہ دار منشی عطا محمد صاحب بی اے پلیڈر تیسرے ماسٹر محمد الدین صاحب۔ خدا کے فضل و کرم سے قومی امید ہے۔ آیندہ ہمیشہ تین صاحب اہل خطہ میں سے میونسپل کمشنر رہا کرینگے۔ الحمد للہ لله احسانہ۔ خدا ہمیشہ اس قوم کو اتفاق دے اور اسکے فوائد سے متمتع کرے آمین۔ ماسٹر محمد الدین صاحب کی میونسپل کمشنر منتخب ہونے کے اعزاز میں افسران مشن سکول نے مدرسہ میں چھٹی کردی تھی

دو افسوسناک موتیں - نہایت افسوس ہے کہ گذشتہ ماہ میں منشی غلام رسول صاحب ایجنٹ حسن ابدال کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور منشی صاحب کو صبر عطا فرمائے۔ منشی صاحب میگزین کے قدیم معاونین سے ہیں میں ان کے ماتم میں صدق دل سے شریک ہوں۔ دوسری موت میر عزیز الدین صاحب ٹھیکہ دار ظفروال کی ہے جو دو ماہ تک علیل رہ کر ۱۲ جنوری کو رہگرائے عالم جاودانی ہو گئے۔ وہ نہایت قابل تعریف شخص تھے۔ قوم کا پُرشوکت مستقبل اُن کے سینے میں جوشزن تھا اللہ تعالیٰ اُن کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

فروری کا میگزین اُن حضرات کی خدمت میں بذریعہ وی پی بیکٹ ۲؍ میں ارسال ہوگا جن کا حساب جنوری تک ختم ہوچکا ہے۔ تمام ایسے خریداروں کی خدمت میں جن کی قیمتیں وصول ہو رہی ہیں انعامی کتاب تذکرۂ سلطان زین العابدین مفت ارسال ہو رہی ہے۔

مختلف واقعات اور متفرق نوٹ

(صرف ریاست جموں و کشمیر کے متعلق)

ناچ رنگ اور سرکار کشمیر۔ راجپوت قوم کا ارگن راجپوت گزٹ لاہور ۲۸ جنوری کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر جموں و کشمیر نے چند روز ہوئے زبانی ظاہر فرمایا تھا کہ اگر شادی بیاہ میں ناچ اور آتش بازی نہ ہو تو رونق کس طرح ہوگی"! ہمارا ذاتی خیال یہ ہے۔ کہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب نہ صرف ملکی اصلاح بلکہ قومی اصلاح کے بھی موئید ہیں ان کی تقریروں اور ان کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اگر آتش بازی نہیں تو ناچ تماشہ کو بہت برا سمجھتے ہیں اور بقول راجپوت گزٹ اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہز ہائی نس راجپوت قوم کی بہتری و ترقی کے ذمہ وار ہیں۔ وہ جس رسم و رواج کو خود عمل میں لائینگے اُسی پر تمام قوم راجپوت عمل کریگی"۔ میگزین اسپر مندرجہ ذیل الفاظ اور ایزاد کرنا چاہتا ہے۔ کہ ہز ہائی نس نہ صرف راجپوت قوم کے ہی لیڈر ہیں۔ بلکہ وہ صوبہ جموں و کشمیر و لداخ وغیرہ کے فرمانروا بھی ہیں۔ اور لاکھوں انسانوں پر حکومت کرتے ہیں اسلئے بقول راجپوت گزٹ اگر وہ "ناچ تماشہ" کے طرفدار ہیں (جسکو میگزین ماننے کیلئے تیار نہیں) تو ضرور ہے کہ اُنکی طرفداری کا اثر اُن کی رعایا پر بھی پڑے جس کا نتیجہ نہایت تباہ کن نظر آتا ہے۔ اُمید ہے کہ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر نہ صرف قوم راجپوت کی بہتری کے لئے بلکہ اپنی پیاری رعایا کی خاطر اس معاملہ کے متعلق اپنی قطعی رائے ظاہر فرما کر اپنی رعایا اپنی قوم اور تمام ملک کو شکر گذاری کا موقع دینگے۔

کشمیر کی مجوّزہ ریلوے۔ کشمیر ریلوے کی باضابطہ منظوری قریباً پانچ سال ہوئی جناب وزیر ہند کی طرف سے آچکی ہے۔ لیکن تعمیر کا کام شروع ہونے سے پہلے دوبارہ پیمائش اس لئے ضروری سمجھی گئی کہ پہلے جو رستہ تجویز کیا گیا تھا۔ وہ بعد میں مفید ثابت نہ ہوا لیکن مکرر پیمائش سے جب رستے کا انتظام ہو گیا تو خزانہ میں گنجائش نہ تھی اسلئے یہ تجویز اب تک ملتوی چلی آئی جدید سال ہوا ان میں ریلوے کی جن نئی شاخوں کا سلسلہ ہونیوالا ہے اُن میں کشمیر ریلوے کا نام بھی ہے۔ چنانچہ کشمیر ریلوے کے برٹش حصہ کی تعمیر سرائے کالا سے حویلیاں تک جو کوہستان ایبٹ آباد کے پائیں میں واقعہ ہے۔ فوراً شروع ہونے والی ہے یہ فاصلہ ۳۵ میل ہے اور خرچ کا اندازہ ۴۱ لاکھ روپیہ تک ہے۔

حویلیاں تک ریلوے لائن کی تعمیر "مقابلتاً" آسان ہے لیکن وہاں سے آگے بارہ مولا تک بڑے بڑے پہاڑوں کو کاٹنا تراشنا ٹنل بنانا اور فن انجینری کے جوہر دکھانا لازمی ہے علاوہ اسکے بہت بھاری خرچ برداشت کرنا پڑیگا۔ اور غالباً خرچ ہی کے مسئلہ کو مدنظر رکھکر دربار کشمیر نے ابھی اپنے حصہ کی منظوری نہیں دی ہے۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ جب کشمیر ریلوے سرینگر تک تیار ہو گئی تو ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب کا عہد ترقی رونق اور فارغ البالی کے حق میں بہت بڑا اضافہ کریگا۔ اور تاریخ کشمیر کے

صفحات پر ہز ہائی نس کے عہد کی برکتیں اور ترقیاں سنہری حروف سے لکھی جائینگی

صوبہ جموں اور راجپوت ملازم :- لوکل اخبار راجپوت گزٹ کے ایک نامہ نگار نے تحصیلات رام نگر و ریاسی کے محکمہ بندوبست کے راجپوت ملازموں کی ایک فہرست شایع کرائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں تحصیلوں میں ۳۶۵ بندوبستی ملازم ہیں جنمیں صرف ۱۸ راجپوت ہیں - یہ کمی واقعی افسوسناک ہے اور زیادہ تر تعجب انگیز اسلئے ہے - کہ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر ایک سے زیادہ دفعہ اس امر کا اظہار فرما چکے ہیں کہ صوبہ جموں میں راجپوتوں کو جہاں انکی آبادی بہ نسبت دیگر اقوام کے زیادہ ہے - سرکاری ملازمت میں زیادہ حصہ ملنا چاہئیے - مہاراجہ صاحب کے ارشاد خاص کی تعمیل کا یہ حال ہے تو تا بہ دیگران چہ رسد -

لیکن یہ کمی کیوں ہے ؟ مہاراجہ صاحب کے ارشاد خاص کی پرواہ کیوں نہیں کی جاتی اور کون نہیں کرتے ان باتوں کے جواب دینے کے لئے ایک گروہ سے دردسر مول لینا پڑتا ہے - لیکن خاموشی سے چونکہ کمزوری اور ملک کا نقصان بلکہ منافقت کا اندیشہ ہے اس لئے بغیر اس کے اظہار کے چارہ بھی نہیں - اس کمی کی وجہ یہ ہے کہ غیر ملکی لوگ اس قدر زور پکڑ گئے ہیں کہ نہ صرف محکمہ بندوبست ہی میں بلکہ ریاست کے ہر محکمہ میں ان کا جال پھیلا ہوا ہے اور خصوصاً پنجاب کے ایک نئے فرقہ سے جس کا نام گورنمنٹ ریاست ہائے ہند اور پبلک سے پوشیدہ نہیں ہے - جموں و کشمیر کی ہندو مسلمان رعایا بلا تفریق مذہب اپنے حقوق ملازمت کی شاکی پائی جاتی ہے رام نگر اور ریاسی کی دو تحصیلوں کے محکمہ بندوبست کے ۳۶۵ ملازموں میں صرف ۱۸ راجپوت اور ۱۶ انکی یعنی ریاستی باشندے ہیں غیر ملکیوں کی تعداد ۲۳۱ ہے اور جس میں سے باستثنائے چند سب نئے مت کے پیرو ہیں - جن کو اپنے خیالات کی اشاعت کا بھی خوب موقعہ ملتا ہے اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر اپنے ریاستی باشندوں کے حقوق کے لئے سختی سے ایک آرڈر جاری فرمائیں اور ہر سال یا ہر ششماہی کے موقعہ پر ایک ارشاد خاص کے ذریعہ جائزہ لیا کریں - (نامہ نگار)

کشمیر کے دو سابقہ عہدے دار - کشمیر و جموں کے مشہور اور مدبر پرائیویٹ سکرٹری رائے صاحب دیوان دیا کشن کول صاحب سی - آئی - ای حال ہی میں ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب الور راجپوتانہ کے وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں یہ اعزاز واقعی بہت بڑا ہے اور اس سے بہتر کسی دیسی ریاست میں کوئی عہدہ نہیں ہے اس لئے ہم اس تقرر پر دیوان صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں - کشمیر کے دوسرے معزز افسر رائے بہادر پنڈت من موہن ناتھ صاحب کول ہیں جو قریباً دس سال تک کشمیر کے ہر دلعزیز اور نیک نام گورنر رہے ہیں - اور جن کے قبضہ اختیار میں دس بارہ لاکھ آبادی کی قسمتیں تھیں کشمیر سے واپسی پر جناب پنڈت صاحب لاہور میں بطور سب جج درجہ اول کام کرتے رہے اب معلوم ہوا ہے کہ آپ ضلع کانگڑہ میں بطور اسسٹنٹ مہتمم بندوبست جانے والے ہیں ہمکو توقع ہے کہ پنڈت صاحب اپنی مشہور بے تعصبی اور اعلےٰ کارگذاری اور کمال رعایا پروری کی بدولت بہت جلد کسی اعلےٰ خطابیہ پالیسی اور سرکاری عزت افزائی کے مستحق قرار دیئے جائینگے -

ہیڈ ماسٹر کی ضرورت:- چونکہ مولوی رحیم بخش صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول سرینگر کشمیر بوجہ علالت وغیرہ کشمیر سے واپس آنا چاہتے ہیں۔ اسلئے نصرۃ الاسلام سرینگر کشمیر کو ایک ٹرینڈ بی اے یا ایم اے پاس کی ضرورت ہے۔ درخواستیں بنام سکرٹری انجمن ہذا بمقام سرینگر کشمیر آنی چاہئیں۔

کشمیر کی کرکٹ ٹیم یہ خبر ہم نے سُنی ہوئی ہے اور اکثر مرتبہ تجربہ کے ساتھ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر (دام حشمتہم) کی کرکٹ ٹیم اپنے فن میں بہت کامل دستگاہ رکھتی ہے۔ بہت سے یورپین کرکٹ بازوں کو ایک دم جیت لینا اس کرکٹ ٹیم کا لازمی کرشمہ ہے۔ ان کی سپاہیانہ چستی اور اس ورزش (ورزش) و ریاضت کی کھیل میں یہ پوری کامیابی قابل تعریف ہے۔ پچھلے سالوں میں حضور انور کی کرکٹ ٹیم کا مقابلہ جب سیالکوٹ میں ہوا تھا تو بڑی دلیری اور پھرتی سے ہمارے مہاراجہ صاحب بہادر ہی کی کرکٹ ٹیم نے ایکدم جیت حاصل کی تھی۔ اسی طرح ابکے حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی کرنیٹ ٹیم نے بنگال جمخانہ کے یورپین کھلاڑیوں کو ایک ہی اننگ میں جیت لیا۔ ہم اس فتح مندی اور کرکٹ ٹیم کی کامل ہنرمندی کے دل سے مداح ہیں اور اسی غرض سے مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت بابرکت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

دربار کشمیر اور گورنمنٹ آف انڈیا کا پیمان۔ ہم اس خبر کو سنکر بہت ہی خوش ہوتے ہیں کہ گورنمنٹ آف انڈیا اور ریاست کشمیر میں عہد و پیماں ہو گئے ہیں۔ کہ ہندوستان کی کسی عدالت کے سمن ریاست کشمیر کی حدود میں کشمیر کی ہر ایک عدالت دیوانی جاری کر دیا کرے گی۔ اسی طرح کشمیر کی ہر ایک عدالت دیوانی یا مال کے سمن کی تعمیل انگریزی عدالتیں اس طرح سے کر دیا کرینگی۔ کہ گویا یہ سمن اسی عدالت نے خود جاری کئے ہیں۔ اس لئے اہالیان مقدمات جو ریاست یا انگریزی حدود کے باشندے ہونگے اور اُن کو ادہر یا ادہر کی عدالتوں میں دوسرے حدود کے باشندوں کی طلبی وغیرہ کے وقت دوران مقدمات میں ضرورت ہوگی۔ بلا کسی دقت کے تعمیل کا ہونا گویا ان کے واسطے بہت ہی سہولت اور کفایت کا امر ہو گیا ہے۔ راقم محمد زین العابدین کوہی از سماہنی تحصیل بھمبر

صوبہ جموں کی توموارہ فہرست دسمبر گزشتہ کے میگزین میں ایک مضمون بعنوان صوبہ جموں کی توموارہ مردم شماری اور اسکی اصلاح درج ہوا تھا۔ جس میں نامہ نگار نے ایک نقشہ درج کرکے یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا۔ کہ صوبہ ہذا کی توموارہ فہرست میں مسلم اور غیر مسلم کا سوال چھیڑا گیا ہے۔ جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ مردم شماری صوبہ جموں و کشمیر نے اس معاملہ پر فوراً نوٹس لیا۔ اور اپنی چٹھی نمبری ۲۹۶۶ مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء کے ذریعہ ایڈیٹر کشمیری میگزین کو تحریر فرمایا کہ جس توموارہ فہرست کا ذکر دسمبر کے میگزین میں کیا گیا ہے۔ ایسی کوئی فہرست ریاست میں جاری نہیں کی گئی۔ اور نہ اس قسم کی کوئی تجویز درپیش ہے کہ مسلم اور غیر مسلم میں کوئی نمایاں فرق ظاہر کیا جائے۔

کشمیری کانفرنس

۲۶ جنوری سنہ رواں کو انجمن کشمیری مسلمانان لاہور کے اجلاس میں اس امر کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے ساتھ - جو ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ اپریل کو منعقد ہو گا -

کشمیری کانفرنس

کا جلسہ بھی ضرور منعقد ہو - کانفرنس میں کیا ہو گا؟ اس سوال پر غور کرنے اور کشمیری مسلمانان پنجاب اور مسلمانان کشمیر کی بہتری و ترقی کی تدابیر سوچنے کے لیئے قوم کے قابل و برگزیدہ اصحاب کی ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی ہے - بیرونجات کے اصحاب سے گذارش ہے کہ اگر وہ کوئی تجویز یا ریزولیوشن کانفرنس میں پیش کرنا - یا اپنے کچھ خیالات ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو ۲۱ فروری تک مطلع فرماویں تاکہ سب کمیٹی میں اُن پر بحث ہو کر پروگرام کانفرنس کے جلسہ کا تیار کیا جاسکے - فوجی اور زمیندار احباب ضرور تشریف لاویں - راقم حیدر محمد جائینٹ سکرٹری انجمن کشمیری مسلمانان لاہور

منشی محمد حفیظ صاحب کی بےنظیر کامیابی

نہ صرف اہل کشامرہ نے بلکہ تمام اسلامی کمیونٹی اور اسلامی اخبارات نے اس خبر کو نہایت مسرت سے سُنا اور اپنے ناظرین تک پونچایا ہے - کہ منشی محمد حفیظ صاحب کلرک اکونٹینٹ جنرل آفس سابق فنانشل سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور نے آل انڈیا سبارڈینیٹ اکونٹس سروس کا امتحان تعریف اور کامیابی کے ساتھ پاس کیا ہے - قابل ذکر اور قابل مسرت یہ بات ہے کہ سات امیدواروں میں سے جن میں بعض گریجوایٹ بھی تھے - صرف منشی صاحب ہی تمام پنجاب میں کامیاب نکلے ہیں - آپ پنجاب میں پہلے اور ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں دوسرے مسلمان ہیں جنہوں نے یہ امتحان پاس کیا ہے - امید ہے کہ آپ بہت جلد عہدہ سپرنٹنڈنٹی پر تعینات فرمائے جائینگے - اور انشاءاللہ "انصاف" "حق بحقدار" اور پبلک اور اخبارات کی یہ توقع بہت جلد پوری ہو گی -

---

مبارک باد

عالیجناب دیوان بہادر دیوان نرائندر ناتھ صاحب ایم اے ڈپٹی کمشنر ملتان کو گورنمنٹ عالیہ نے قسمت لاہور کا آئیندہ (قائم مقام) کمشنر منظور فرمایا ہے - دیوان صاحب کشمیری پنڈتوں کے ایک معزز ترین خاندان سے ہیں - آپ کی تصویر معہ حالات کسی آئیندہ میگزین میں درج کی جائیگی -

وزیرآباد کا ایک شاندار جلسہ

نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ وزیرآباد کے نامور رئیس راجہ محمد اکرام اللہ خان صاحب آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو گورنمنٹ عالیہ نے نوروز کی تقریب پر خطاب خانصاحب سے سرافراز فرمایا۔ وزیرآباد کے ہندوؤں مسلمانوں اور سکھوں نے راجہ صاحب کی آنریں ایک متفقہ گارڈن پارٹی اہل شہر اور احباب بیرونجات کو دی جس کا انتظام اعلےٰ پیمانہ پر کیا گیا تھا۔ حاضرین کی تعداد چھ سات ہزار سے کسی طرح کم نہ تھی جن میں اکثر یورپین حضرات مع اپنی لیڈیوں کے اور اکثر دیسی عیسائی بھی تھے۔ علاوہ شہر کے گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ لاہور۔ گجرات اور دیگر مقامات سے بیشمار معززین اس جلسہ میں شامل تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ راجہ صاحب کا حلقہ احباب کس قدر وسیع ہے۔ ہر فرقہ کے لئے الگ الگ خیمے ریفرشمنٹ کے لئے لگائے گئے تھے۔ منشی غلام حسن صاحب رئیس وزیرآباد ہر چند کہ بوجہ آنکھوں کی بیماری کے معذور تھے اور ہر چند کہ ڈاکٹروں اور اُن کے رشتہ داروں نے اُن کو کسی جلسہ یا کسی کاروبار میں حصہ لینے سے سخت منع کیا ہوا تھا۔ پھر بھی وہ شبانہ روز انتظام میں ایسے منہمک رہے کہ انتظام کا اور جلسہ کی کامیابی کا سارا سہرا انہیں کے سر رہے۔ جلسہ میں ٹھیک ۴½ بجے آنریبل مسٹر ڈوئی صاحب فنانشل کمشنر بہادر تشریف لائے۔ جن کی آمد پر بطور سلامی کے گولے چلائے گئے۔ سب سے پہلے منشی غلام حسن صاحب رئیس شہر کے صاحبزادہ محمد مظفر طالبعلم انٹرنس کلاس نے ایک نظم راجہ صاحب کی مبارکبادی کے متعلق نہایت خوش الحانی سے پڑھی جس سے نہ صرف دیسی حاضرین ہی خوش ہوئے بلکہ حضرات یورپین اور خود صاحب فنانشل کمشنر بہادر بھی مسرت ظاہر کرتے رہے۔ اس کے بعد مولوی ظفر علی خانصاحب بی اے ایڈیٹر زمیندار نے منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر کشمیری میگزین لاہور کو اپنی نظم سنانے کے لئے پلیٹ فارم پر بھیجا جنہوں نے ہندو مسلمانوں کے اتفاق اور آنریبل مسٹر ڈوئی کے شکریہ اور راجہ صاحب کے با اقتدار خاندان کے متعلق اپنی دلکش نظم سنا کر اہل جلسہ کو کمال شکر گذار کیا۔ ان کے بعد مولوی ظفر علی خانصاحب نے انگریزی زبان میں راجہ صاحب کے خاندان کی اہمیت سرکار کی قدر نوازی اور وزیرآبادیوں کی مسرت بے اندازہ کا ذکر کیا۔ پھر سردار مہر سنگھ صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ نے برکات انگلشیہ کے متعلق ایک طویل مضمون پڑھا اس کے بعد لالہ چرنجیت لال صاحب پلیڈر نے راجہ صاحب کے خاندان اور راجہ صاحب کی ذاتی ہر دلعزیزی کو مختصر طور پر بیان کر کے عطائے خطاب پر گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا۔ اس آخری تقریر کے بعد آنریبل صاحب فنانشل کمشنر بہادر ریفرشمنٹ کے خیمہ میں تشریف لیگئے۔ اور جلسہ برخاست ہوگیا۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آنریبل صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے اسی جلسہ کی خاطر اپنے دورہ میں تبدیلی

فرمائی - اور بجائے سوہدرہ کے وزیر آباد میں قیام فرمایا - جو اس بات کی دلیل ہے - کہ حضور والا کے دل میں بھی اس مؤقر خاندان کی کس قدر عزت ہے - اس جلسہ کی شان و شوکت کافی الواقعہ برسوں تک چرچا رہیگا جس میں نہ صرف خلقت کا ہجوم اور ہر قسم کی مٹھائی اور فروٹ ہی مہیا تھے - بلکہ ہندو و مسلمانوں کے اتفاق اور حاکم و محکوم کی یگانگت کا ایک بہترین نمونہ بھی نظر آتا تھا - یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ راجہ صاحب راجگان راجور (عرف رام پور راجوری) من مضافات کشمیر کے معزز و وسیع خاندان میں سے ہیں - جن کے حالات اکثر تواریخی کتابوں سے مل سکتے ہیں -

راقم یکے از حاضرین جلسہ

منشی غلام حسن صاحب رئیس وزیر آباد

منشی غلام حسن صاحب ٹھیکہ دار رئیس و جنرل مرچنٹ وزیر آباد کے مشہور نام سے قریباً تمام ناظرین واقف ہوں گے - عرصہ چھ سات ماہ سے آپ نے آنکھوں کی بیماری کی وجہ سے ملازمت چھوڑ دی ہوئی ہے - اب کئی ماہ سے مختلف یورپین اور نیٹیو ڈاکٹروں کا علاج ہو رہا ہے پچھلے دنوں کچھ آرام آگیا تھا - لیکن ان کے دل میں قومی کاموں کا اس قدر جوش ہے - کہ وہ صحت کی بھی پرواہ نہیں کرتے - دسمبر گذشتہ میں آپ نے کشمیری کانفرنس کو وزیر آباد میں مدعو کر کے اس کے تمام اخراجات کا ذمہ اٹھانا چاہا تھا اب وزیر آباد کی گارڈن پارٹی میں ان کی صحت کو نہایت صدمہ پہونچا ہے اور نظر پہلے سے زیادہ کمزور ہو گئی ہے - احباب ان کی صحت اور ایسے پرجوش قومی نوجوانوں کی درازی عمر کی دعا کریں - منشی صاحب آجکل علاج کے لئے لاہور آئے ہوئے ہیں -

مکمل تاریخ کشمیر حصہ دوم مجلد

اکثر معاونین کی خدمت میں مکمل تاریخ کشمیر حصہ دوم مجلد کا وی پی عہ۸ میں ارسال خدمت ہو رہا ہے میں اپنے قدردان احباب کا صدق دل سے شکر گذار ہوں - کہ وہ اپنی قومی اور ملکی تاریخ کی خریداری قبول فرما کر نیازمند کی حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں - اردو زبان میں اپنی قسم کی یہ پہلی تاریخ ہے - ہندوؤں اور مسلمانوں نے یکساں طور پر اس تاریخ کو پسند کیا ہے - حصہ دوم کا خرچ ڈاک ۳ سے کم نہیں ہے - لیکن محصول ڈاک کی رعایت دیکر وی پی اصل قیمت عہ میں ہی ارسال ہو رہے ہیں جن احباب کی خدمت میں ابھی تک وی پی نہیں پہونچے - ان کی خدمت میں بھی بتدریج روانہ ہوتے رہیں گے - اگر خدانخواستہ کسی صاحب کو خریداری نا منظور ہو - تو بواپسی مطلع فرمادیں -

مینیجر -

صاحبان وقت آگیا ہے! ہاں

اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے

ہم نے قوت باہ کی ایک لاثانی دوائی تیار کی ہے ۔ جو بارہا تجربہ کرنے سے نہایت ہی مفید ثابت ہوئی ہے اور سینکڑوں مریض صحتیاب ہو چکے ہیں **بھلا یہ مفید کیوں نہ ہو ۔ یہ ایک کامل سنیاسی اور کیمیاگر کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہے** جس کی ساری عمر سنیاسی اور کیمیاگری میں خرچ ہو چکی ہے ۔ آپ اُن اشتہاری حکیموں کی چٹ پٹی باتوں سے پرہیز کر کے ہمارے ہاں سے مجرب و مفید دوائی منگوائیے ۔ اس کے کھانے سے آدمی چند ہی دنوں میں مضبوط و توانا ہو جاتا ہے اور چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے ۔ باوجود ان خوبیوں کے قیمت عہ

ایم ایچ اینڈ رفیق حجی کی پھر انوالی میچی دروازہ لاہور

حکیم حاذق یا روغن حیات ۔ یہ روغن مختلف ۵۰ امراض مثلاً درد سر و سینہ ۔ زکام ۔ ہیضہ ۔ طاعون ۔ درد معدہ ۔ درد دانت ۔ اسہال ۔ قے ۔ کھانسی ۔ قبض ۔ امتلا ۔ جہازی امراض ۔ پیچش خونی ۔ ڈبہ اطفال ۔ وجع مفاصل ۔ بواسیر ۔ نامردی کے لئے اعلےٰ درجہ کا طلاء و غذا ۔ سوزاک ۔ آتشک ۔ بخار ہر قسم ۔ مارگزیدہ وغیرہ امراض کیواسطے تیر بہدف ثابت ہوا ہے ۔ قیمت فی شیشی عہ **حبوب اکسیر احمدی** یہ گولیاں مقوی ہیں ۔ زیادہ تعریف فضول بہت مفید اور سریع التاثیر ہیں اور اس پر طرہ تو یہ ہے کہ بلا لحاظ موسم اور عمر کے گرمی اور سردی میں جوانوں اور بوڑھوں کو یکساں مفید ہیں قیمت فی شیشی عہ ۸ر

بال اُڑانے کا پوڈر قیمت فی ڈبیہ ۸ر **سرمہ نوری** تمام امراض چشم کے واسطے کافور قیمت فی تولہ عہ نمونہ مفت

المشتہر نور احمد طبیب بگووالہ ضلع سیالکوٹ

مخزنِ حکمت (یا) گھر کا ڈاکٹر و حکیم

(باتصاویر، طبع ثانی)

مصنّفہ و مؤلفہ "خانصاحب" حکیم و ڈاکٹر غلام جیلانی "شمس الاطبّاء"
سابق ڈاکٹر سفارت خانۂ انگریزی مقام سیستان، وممبر مجلس حفظ الصحۃ
بنام ہمایوں اعلیحضرت شہنشاہ ایران وممتحن جماعت حکیم حاذق متعلقہ اسلامیہ کالج لاہور وغیرہ

چونکہ

دُکھ درد اور بیماریاں ہمیشہ انسان کے ساتھ ہیں۔ اور ان کے لئے کوئی وقت یا موقع مقرر نہیں۔ پھر بعض بیماریاں آناً فاناً ایسی خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہیں کہ ڈاکٹر یا طبیب پاس نہ ہو تو بیمار کے تلف ہو جانے کا ڈر ہوتا ہے اور ڈاکٹر یا طبیب کا ہر دم پاس ہونا مشکل ہے۔ ایسی صورتوں میں اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں کہ ایک ایسی عمدہ، جامع، صحیح قابل اعتماد کتاب گھر میں موجود ہو جس کی مدد سے سمجھدار آدمی معمولی امراض کا خود علاج کر سکے اور خطرناک امراض میں ڈاکٹر یا طبیب کے آنے تک بیمار کو معقول طور پر سنبھال سکے۔ پس اس مطلب کے لئے "مخزن حکمت یا گھر کا ڈاکٹر و حکیم" اسم بامسمّٰے کتاب ہے جس کا طرزِ بیان ایسا سلیس و آسان ہے کہ معمولی اُردو خواں مرد اور عورتیں بھی وقت ضرورت اس سے فائدہ اُٹھا سکتی ہیں اسی لئے ہندوستان کے اکثر نامی گرامی ڈاکٹروں و حکیموں۔ عالموں فاضلوں اور مشہور اخبارات کے قابل ایڈیٹروں کا یہ ایک متفقہ قول کہ "مخزن حکمت ہر ایک اُردو خواں کے پاس ضرور موجود ہونی چاہیئے" ❊

اِس کتاب کے تین حصّے ہیں۔ حِصّۂ اوّل میں تشریح جسم انسان (باتصویر) حفظ صحت اور تیمارداری (باتصویر) تین علیحدہ علیحدہ بابوں میں مذکور ہیں۔ حِصّۂ دوم میں بخارات۔ امراض عامّہ اور متعدی یعنی چھوت دار امراض کے مفصل بیان کے علاوہ سر سے لیکر پاؤں تک کے تمام امراض کا علیحدہ علیحدہ پندرہ ۱۵ بابوں میں بیان ہے۔ حِصّۂ سوم میں مردوں۔ عورتوں (خصوصاً حاملہ و زچہ) اور نوزائیدہ بچّوں کی خاص خاص بیماریوں کے علاوہ امراض متعلقہ جراحی۔ ناگہانی و اتفاقی حادثات مثلاً مجروح کو اُٹھا کر لے جانا (باتصویر) اُتری ہڈی یا شکستہ ہڈیوں کو باندھنا (باتصویر)۔ تمام قسم کی زہریں اور ان کے ڈاکٹری و دیسی مجرّب تریاقات اور لغات الادویہ ڈاکٹری وغیرہ مندرج ہیں۔ ہر مرض کے شروع میں پہلے اس مرض کے ڈاکٹری و طبّی اور اُردو نام بطور سرخی لکھے ہیں۔ پھر اس مرض کے اسباب و علامات و تشخیص اور پھر اس کا علاج ڈاکٹری (جس میں یورپ و امریکہ کی مجرّب پیٹنٹ ادویہ بھی تحریر ہیں) اور پھر یونانی علاج (جس میں دیسی سہل الوصول دواؤں کے مجرّب نسخے ہیں) تحریر کیا گیا ہے ❊ درحقیقت "مخزن حکمت" سے کوئی گھر خالی نہیں رہنا چاہیئے ❊ (بلاجلد للعہ مجلد للعہ)

حجم کتاب ایکہزار تین سو چوبیس (۱۳۲۴) صفحات لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت بلاجلد چار روپے مجلد ساڑھے چار روپے آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ:- کتب خانہ جناب شمس الاطباء (گمٹی بازار) لاہور

اصلی راسکوپ سسٹم واچ



یہ وہی پرانی چال
جیسی گھڑی ہے
اکثر ہے کہ دادا
[illegible] جو احتیاط رکھے
گھڑی سالہا [illegible] ہیں
خوبصورتی اور [illegible]
[illegible] جیب سکے
ہیں آئی۔ کوئی بھی
پانچ روپیہ سے کم قیمت
کر سکا۔ لیکن ہم نے
اپنے خاص آرڈر کے
اور [illegible] کے منافع

کی اصلی راسکوپ سسٹم
جسکی نسبت ضرب
خریدے اور لوہا برتنے
سے مدت تک
دیکھتی ماس پر اسکی
کی سچائی سونے پر
گھڑی ہندوستان
سوداگر آجتک
بہ فروخت نہیں
پچاس ہزار [illegible]
ولایت سے منگوائیں
پر فروخت کرنا شروع

کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسکی دھوم مچ گئی۔ غیر ملکوں تک جانے لگی جہاں ایک گھڑی گئی اسکو دیکھکر صدہا لوگوں نے منگائیں اور اکثر صاحبان نے زیادہ تعداد میں برائے فروخت منگا کر اچھا فائدہ اٹھایا ہزارہا سارٹیفکیٹ ہمارے دفتر میں اسکے موجود ہیں اسکی نقل ولایت کے دیگر کارخانوں نے ہلکی گھڑیاں بہت بنائیں جنکو اکثر بیوپاری خریدار دھوکا [illegible] کفایت دیکھکر خرید کر پچھتاتے ہیں واسطے اسکے ہم نے شرط کر دی ہے کہ اگر ناپسند ہو یا کوئی نقص معلوم ہو تو اسی روز واپس کر دو اور قیمت معہ خرچہ کے لے لو اس سے زیادہ کوئی صورت اطمینان کی نہیں ہو سکتی۔ یکمشت ۲ گھڑی کے خریدار کو ایک گھڑی مفت

قیمت سادہ ڈائل عیمہ۔ فینسی ڈائل [illegible]۔ ریلوے رگولیٹر ہر قسم اول [illegible] دوم [illegible]

ریلوے گارڈ رعایتی قیمت قسم اول [illegible]۔ ریلوے گارڈ رعایتی قیمت قسم دوم [illegible]

خرچہ ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار۔

آرڈر بنام بی۔ ایم۔ کے بخشی اینڈ کمپنی لاہور

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبدالحی صاحب منشی محمد الدین صاحب فوق کشمیری میگزین کے لیے چھپا